عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۶ | ۱۳ تا ۱۹ ذیقعد ۱۴۱۸ھ بمطابق ۱۳ تا ۱۹ مارچ ۱۹۹۸ء | شمارہ نمبر ۴۲

قادیانیت ملتِ اسلامیہ کے لئے خطرہ کیوں؟

قادیانیت اور تحریفِ قرآن

حقوق العباد کی فکر کیجئے

ایک گریجویٹ خاتون کی مرزائیت سے توبہ

زیارتِ مدینہ منورہ کے آداب اور ضروری معلومات

قیمت: ۵ روپے

ایک سائل کے جواب میں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کے ننھال مرزائی ہیں وہ لوگ آٹھ بھائی ہیں ان کا باپ مرزائی ہوا تھا۔ اب ان لوگوں میں سے چھ بھائی جرمنی جاچکے ہیں دو بھائی ربوہ میں رہتے ہیں زید اور اس کا خاندان مسلمان ہیں اور اپنے ماموں جو کہ سب کے سب مرزائی ہیں ان کے ساتھ ملتے جلتے ہیں ایک دوسرے کی خوشیوں غمیوں میں شریک ہوتے ہیں زید کا کہنا ہے کہ ہم اکٹھے کھاتے پیتے ہیں وہ کافر ہیں اور بخاری شریف کا حوالہ دیتا ہے کہ کافر کے ساتھ ایک برتن میں کھانا جائز ہے' ملنا جلنا بھی جائز ہے' تحائف کا تبادلہ بھی کرتے ہیں۔ ان کی والدہ کا اصرار ہے کہ مجھے ان سے ملنا ہے اور وہ بھی یہاں آتے رہیں گے۔ ورنہ میں گھر چھوڑ دیتی ہوں۔

دوسرا زید کہتا ہے کہ ہم ان کی اصلاح کے لئے ایسا کررہے ہیں' جب ضرورت ہوتی ہے تو ان سے مال امداد بھی لیتے ہیں یہ سلسلہ سالہا سال سے جاری ہے۔ جس پر عام لوگ نالاں ہیں علاوہ ازیں زید کا کہنا ہے کہ ان کا باپ مرزائی ہوا تھا وہ مرتد تھا' لیکن یہ اس کی اولاد ہے جو کہ مرتد نہیں بلکہ کافر ہے بعض اوقات وہ نماز بھی پڑھاتے ہیں اور کبھی کبھی جمعہ بھی پڑھاتے ہیں اس طرح کچھ لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی ان کے ساتھ کھانے پینے نماز پڑھنے اور میل جول نہ رکھنے کی تلقین کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا حالات کی روشنی میں قرآن و سنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں اور خلفائے راشدین' صحابہ کرامؓ' فقہائے کرام اور علمائے امت کے فیصلوں کی روشنی میں وضاحت فرماکر مشکور فرماویں کہ ان لوگوں سے میل جول ان کے ساتھ کھانا' پینا' ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جبکہ وہ اپنے ننھال کو ملنے پر بضد ہیں وضاحت فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

سائل محمد اکرم' چیچہ وطنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ:

جواب : جو موضوع آپ نے چھیڑا ہے' اس پر میرے تین رسالے ہیں "قادیانی جنازہ' قادیانی مردہ اور قادیانی ذبیحہ" یہ تینوں رسائل میری کتاب "تحفہ قادیانیت" جلد اول میں شامل ہیں۔ بہتر ہوگا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے دفتر سے میری یہ کتاب خریدلی جائے اور ان حضرات کو پڑھائی جائے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

ترجمہ : "جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ کے اور اس کے رسول کے برخلاف ہیں گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہوں۔ ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کردیا ہے اور ان کے (قلوب) کو اپنے فیض سے قوت دی (فیض سے مراد نور ہے) اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں گے۔ یہ لوگ اللہ کا گروہ ہے خوب سن لو کہ اللہ کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔" (سورہ مجادلہ ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اس لئے جو لوگ اللہ اور اللہ کے رسول کے سامنے سرخرو ہونا چاہتے ہیں' ان کو لازم ہے کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسول کے دشمنوں سے قطع تعلق رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین پر صحیح چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور کفر اور باطل سے پناہ عطا فرمائے۔ والسلام

پانی میں ڈوبنے والا اور علم دین حاصل کرنے کے دوران مرنے والا معنوی شہید ہوگا

س..... کیا پانی میں ڈوب کر انتقال کرجانے والا شہید ہے؟

ج...... جی ہاں! لیکن اس پر شہید کے دنیوی احکام جاری نہ ہوں گے' معنوی شہید ہے۔

س..... کیا حصول علم' جس میں کالج میں دی جانے والی این۔ سی۔ سی کی فوجی ٹریننگ بھی شامل ہے' کے لئے جانے والا اگر حصول علم کے دوران انتقال کرجائے تو کیا وہ شہید ہے؟

ج...... دینی علم یا دین کے لئے علم کے حصول کے دوران انتقال کرنے والا معنوی شہید ہے۔

کیا محرم میں مرنے والا شہید کہلائے گا؟

س..... اکثر سنا ہے کہ محرم الحرام کے مہینے میں مرنے والوں کا درجہ شہید کے درجہ کے برابر ہوتا ہے۔ خاص طور پر محرم ۹ اور ۱۰ تاریخ کو مرنے والوں کا۔ کیا یہ بات درست ہے؟

ج...... محرم میں مرنے والا شہید جب ہوگا جبکہ اس کی موت شہادت کی ہو' محض اس مہینے میں مرنا شہادت نہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوت

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۶ شمارہ ۴۲ — ۱۳ تا ۱۹ ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ بمطابق ۱۳ تا ۱۹ مارچ ۱۹۹۸ء — قیمت: ۵ روپے

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر

- محمد انور

قانونی مشیر

- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین

- ارشد دوست محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

- اداریہ ۴
- قادیانیت اور تحریف قرآن......(مولانا محمد یوسف لدھیانوی) ۶
- قادیانیت ملت اسلامیہ کے لئے خطرہ کیوں؟(علامہ ڈاکٹر خالد محمود) ۹
- ایک گریجویٹ خاتون کی مرزائیت سے توبہ.........(مولانا محمد زکریا) ۱۳
- حقوق العباد کی فکر کیجئے.........(مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہری) ۱۸
- زیارت مدینہ منورہ کے آداب اور ضروری معلومات(ابو شفقت قریشی سہام) ۲۱
- فتنہ قادیانیت اور تحریک ندوۃ العلماء......(مطیع الرحمن عوف ندوی) ۲۲
- روشن مینار.............(عبدالمقتدر ہزاروی) ۲۴
- اخبار ختم نبوت ۲۵
- تبصرہ کتب ۲۹

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ، کراچی
فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون ۵۱۴۱۲۲ - ۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE 0171 737-8199

زر تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
سہ ماہی: ۷۵ روپے

اگر دائرے میں سرخ نشان ہے تو سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، رسالہ کی خریداری کی تجدید کروالیجئے ورنہ پرچہ بند کر دیا جائے گا

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ نمبر ۹-۴۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

ناشر: عبدالرحمن باوا
طابع: سید شاہد حسن
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس
مقام اشاعت: ۱۰۳، ابزرپٹہ لائن کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مردم شماری میں قادیانیوں کی حیثیت کا تعین اور مسلمانوں کی ذمہ داری

ملک میں مردم شماری کا آغاز کردیا گیا ہے اور ملک کے طول و عرض میں مسلح افواج کی نگرانی اور تعاون سے تین لاکھ کے قریب افراد نے خانہ شماری کے آغاز کے ساتھ گھر گھر فارموں کی تقسیم شروع کردی ہے۔ ۵ مارچ سے ان فارموں کی واپسی کا کام شروع ہوگا اور ۱۸ مارچ تک مردم شماری کے کام کی تکمیل ہوجائے گی اور پھر اس ماہ کے اندر نتائج کا اعلان کردیا جائے گا۔ مردم شماری آج کی ایک اہم ضرورت ہے اور اس کی روشنی میں دنیا ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتی ہے اور اس کے نتیجے میں حکومتوں کی تشکیل ہوتی ہے۔ مردم شماری کی بدولت اکثریت اور اقلیت کا تعین ہوتا ہے۔ دنیا میں آج کی زیادہ تر حکومتوں کے کاموں کا مدار مردم شماری پر ہوتا ہے اس لئے آج دنیا میں اس کی بہت زیادہ حیثیت ہے۔ مردم شماری کے حساب سے ہی ملکوں کے تشخصات کا تعین ہوتا ہے جس ملک میں جس مذہب کے لوگ اکثریت میں ہوں اس ملک کا مذہب انہی افراد کے مذہب پر ہوتا ہے اور مردم شماری کے لحاظ سے اقلیتوں کی تعداد کا تعین کرکے ان کے حقوق کا تعین کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر دس سال کے بعد ملکوں میں دوبارہ مردم شماری کرائی جاتی ہے۔ ہمارے ملک میں بدقسمتی سے ہر قدم سیاسی عناصر کی بدولت ہے اس لئے مردم شماری میں سیاسی حالت کو پیش نظر رکھا جاتا ہے اور ہر حکومت اس مسئلہ میں سنجیدگی اختیار نہیں کرتی۔ ۹۱ء میں اصولی طور پر مردم شماری ہونا چاہئے تھی لیکن ملتوی ہوتے ہوتے آج ۹۸ء میں بھی آخری مراحل تک التوا کی خبریں آتی رہیں بہرحال آخری دن مردم شماری کا آغاز کردیا گیا۔ مردم شماری کا آغاز ہوتے ہی چاروں طرف سے اس پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع ہوگئی اور آج تو اپوزیشن یا ترقی کی سب سے بڑی لیڈر بے نظیر بھٹو صاحبہ نے مردم شماری کو ملک کو توڑنے کی طرف قدم کے مترادف قرار دے دیا۔ کوئٹہ میں مردم شماری کے عملے کو کام کرنے نہیں دیا جارہا ہے۔ اس طرح کے اطلاعات اندرون سندھ سے بھی آئے ہیں اور دیہی اور شہری علاقوں میں اس کو خلیج قرار دیا ہے۔ یہ تو تمام سیاسی اعتراضات تھے اور سیاسی حوالے سے اس کا جواب دیں گے۔ مردم شماری کے سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی چند گزارشات جن کی تائید کرنا ضروری ہے:

قادیانیوں نے انگریزوں کے زمانے میں وائسرائے کو خود خط تحریر کیا تھا کہ ان کا نام مسلمانوں سے الگ فہرست میں شامل کیا جائے اور اس بنا پر کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت میں کمی واقع ہوئی تھی۔ پاکستان بننے کے بعد قادیانیوں نے مسلمانوں کو کافر قرار دیکر خود مسلمان بن کر پاکستان پر قبضہ کرنے کی کوشش کی اور سر ظفراللہ وزیر خارجہ نے اس سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔ پوری دنیا میں قادیانیت کی تبلیغ اسلام کے نام پر شروع کی۔ مرزا بشیرالدین نے کہا تھا کہ ۵۲ء گزرنے نہ پائے کہ بلوچستان قادیانی اسٹیٹ بن جائے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ علیہ نے اعلان فرمایا کہ پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کی اجازت نہیں دی جائے گی' ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا۔ پاکستان قادیانی اسٹیٹ بننے سے بچ گیا۔ لیکن دس ہزار مسلمانوں نے جان کا نذرانہ پیش کیا' ایک لاکھ سے زائد جاں نثاران ختم نبوت نے پس دیوار زنداں ہونا قبول کیا' بہرحال تحریک دب گئی لیکن پاکستان بچ گیا۔ ۷۴ء میں مرزا طاہر اور مرزا ناصر کے دماغ میں پھر پاکستان پر قبضہ کا دورہ پڑا' کیونکہ فضائیہ چیف قادیانی تھا' فوج کے کئی جرنیل قادیانی تھے' اہم عہدوں پر قادیانی فائز تھے' بھٹو صاحب قادیانیوں کی حمایت سے اقتدار پر آئے تھے' ایم ایم احمد قادیانی کی سازش سے ملک دولخت ہوا تھا۔ ربوہ اسٹیشن پر ختم نبوت زندہ باد کی پاداش میں نشتر کالج کے مسلمان طلباء کو مارا پیٹا گیا' تحریک ختم نبوت ۷۴ء کا آغاز ہوا اور ۷ ستمبر کو قادیانی اقلیت قرار پائے۔ شہدائے ۵۳ء کا خون ۲۱ سال بعد رنگ لایا' اس وقت سے مسلمان مطالبہ کررہے ہیں کہ پاسپورٹ اور شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ الگ کرکے قادیانی اور مسلمان کے درمیان حد امتیازی قائم کی جائے لیکن حکومت اس کے لئے تیار نہیں ہوئی' اس لئے قادیانی مسلمان بن کر دھوکہ دیتے رہے۔ گزشتہ کئی انتخابات میں ووٹر لسٹ تیار

ہوگئی تو قادیانیوں کی جانب سے باقاعدہ اشتہارات اخبارات میں چھپے کہ نہ ووٹر لسٹ میں نام درج کرائیں اور نہ ہی اس میں حصہ لیں۔ اس کے ساتھ مرزا طاہر اعلان کرتے رہے کہ ہماری تعداد میں روزبروز اضافہ ہو رہا ہے اور ۹۰ء میں انہوں نے اعلان کیا کہ اس سال دس لاکھ افراد قادیانیت میں داخل ہوئے ان کے اس اعلان کی تردید یا تصدیق اس لئے نہیں کی جاسکتی تھی کہ اعداد و شمار میں کہیں قادیانیوں کا تذکرہ نہیں۔ اب مردم شماری شروع ہوگئی ہے "دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی" کے مصداق تعین اور فیصلہ ہو جانا چاہئے کہ پاکستان میں کتنے قادیانی بستے ہیں تاکہ اس کے حساب سے ان کے حقوق کا تعین کیا جاسکے اور ان کے جھوٹے پروپیگنڈوں کا جواب دیا جاسکے اس لئے حکومت پاکستان سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ مردم شماری کے عمل میں اس بات کو خاص طور پر یقینی بنائے قادیانی مردم شماری کے عمل میں حصہ لیں اور اس کے ساتھ اس بات کو بھی یقینی بنانا ضروری ہے کہ وہ مسلمان کی حیثیت سے مسلمانوں کی فہرست میں نام درج نہ کرائیں بلکہ قادیانیوں کی فہرست میں ان کا نام درج ہو اور یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ ربوہ شہر کا ایک بہت بڑا حصہ قادیانی آبادی پر مشتمل ہے۔ کراچی اور دیگر شہروں میں بھی قادیانیوں کی کالونیاں ہیں' ان میں ان کا نام قادیانیوں کی فہرست میں شامل کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ اگر کسی قادیانی کی جانب سے مسلمانوں کی فہرست میں نام درج کرایا جائے تو اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے' یہ تو حکومت سے گزارشات تھیں اب مسلمانوں سے گزارش ہے کہ وہ مردم شماری میں خاص اہتمام سے حصہ لیں' ایک ایک مسلمان کا نام اندراج کرائیں تاکہ ملک کی آبادی میں ۹۹ فیصد مسلمانوں کی اکثریت واضح ہو اور یہ ملک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں کے ملک کی حیثیت سے دنیا کے نقشے پر ابھرے' اسی طرح اپنے اپنے علاقوں اور محلوں میں اس کا اہتمام کریں کہ کوئی قادیانی مسلمانوں کی فہرست میں اپنا نام درج نہ کرائے بلکہ قادیانیوں کی فہرست میں قادیانیوں کا نام درج کرانے کے لئے کوشش کریں تاکہ قادیانیوں کی جانب سے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کا مسئلہ ختم ہو اور قادیانیوں کی تعداد کا تعین ہو جائے۔ اگر اس مردم شماری کے موقع پر ہم نے کام کرلیا تو انشاء اللہ اس کے بہت اچھے اثرات مرتب ہوں گے اور دنیا بھر میں قادیانیوں کا جھوٹا پروپیگنڈہ بھی زائل ہوگا اور ان کی تعداد کے اعتبار سے ان کے حقوق کا تعین بھی کیا جاسکے گا۔ اسی طرح مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے قادیانی امیدواروں کی کوششوں کو ناکام بنادیں اور کسی مسلمان کا نام قادیانیوں کی فہرست میں درج کرانے نہ دیں تاکہ قادیانیوں کی تعداد میں جھوٹا اضافہ نہ ہو۔

جماعت احمدیہ کے ترجمان کی ہرزہ سرائی

جماعت احمدیہ کے ترجمان نے کہا کہ پاکستانی قادیانیوں کے خلاف مہم چلارہے ہیں حالانکہ قادیانی مردم شماری میں بھرپور حصہ لے رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے ترجمان نے یہ وضاحت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے جنگ اخبار میں ایک اشتہار اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے دفتر ختم نبوت ملتان میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس میں علماکرام کے خطاب پر کی ہے جو اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ ہم ترجمان جماعت احمدیہ سے یہ پوچھنا چاہیں گے کہ "چور کی داڑھی میں تنکا" کے مصداق وہ علماکرام کے ان بیانات پر اخباری اشتہار پر سیخ پا کیوں ہوگئے؟ علماکرام نے اشتہار میں کہیں یہ نہیں کہا کہ قادیانی مردم شماری میں حصہ نہیں لے رہے بلکہ حکومت سے یہ کہا گیا کہ وہ قادیانیوں کو آئین پاکستان کے مطابق مردم شماری میں حصہ لینے کا پابند بنائے اور ان کے ناموں کا اندراج قادیانیوں کی فہرست میں کرائے۔ اب ان سطور کے ذریعہ آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ آپ مردم شماری میں قادیانیوں کی حیثیت سے حصہ لے رہے ہیں یا مسلمانوں کی حیثیت سے؟ اگر اس کی وضاحت فرمادیں تو بہت اچھا ہوگا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک ہی مطالبہ ہے کہ آپ قادیانی کی حیثیت سے نام درج کرائیں۔ اگر یہ کرتے ہیں تو بہت ہی خوشی آئند بات ہے اور اگر مسلمان کی حیثیت سے نام درج کراتے ہیں تو یہ خلاف قانون ہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور علماکرام کو اس پر احتجاج کا حق ہے۔ جماعت احمدیہ کے ترجمان پر واضح ہو کہ علماکرام یہ احتجاج یا مذہبی بیانات معروضات کی بنا پر نہیں بلکہ آپ کے اپنے اشتہار کی بنیاد پر جاری کررہے ہیں۔ آپ نے اپنے تمام مریدین کو ہدایت جاری کی تھی کہ وہ ووٹر لسٹ میں نام درج کرائیں اور جن کے نام درج ہوگئے' انہوں نے بھی چیف الیکشن کمشنر کو واپسی کے لئے کہہ دیا ہے۔ اگر آپ مسلمانوں کی فہرست میں نام درج کراتے ہیں تو ان تمام لوگوں کو جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتے اور ان کا نام اس فہرست میں شامل ہے ان کے بارے میں آپ کا عقیدہ کیا ہے اگر آپ کا عقیدہ بدل گیا تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اگر وہ مسلمان ہیں تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی کے قول کو نہ ماننے کی وجہ سے اس فہرست میں نام درج کرانے والے قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کے منکر ہوگئے یا انہوں نے تصفیہ کرلیا ہے۔ بہرحال ہم تو آپ سے پوچھنا چاہیں گے کہ آپ مردم شماری میں اپنے ناموں کا اندراج کس حیثیت سے کرارہے ہیں' مسلمان یا قادیانی؟ ویسے ہمارا مشورہ ہے کہ اب آپ قادیانیوں کی فہرست میں نام درج کرائیں تاکہ آپ کے خلیفہ صاحب کے جھوٹ کا پول کھل جائے کہ روزانہ ہزاروں کی تعداد میں قادیانیوں کا اضافہ ہو رہا ہے غالباً" آپ اس جھوٹ کی قلعی نہ کھلنے کے پیش نظر قادیانیوں کی فہرست میں نام درج کرانے سے احتراز کرتے ہیں۔

قسط نمبر1

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

قادیانیت اور تحریفِ قرآن

"مرزائی آرگن روزنامہ "الفضل" ربوہ نے تحریف قرآن کا الزام اور اس کی نامعقولیت کے زیر عنوان "قادیانی علم الکلام" کا ایک نیا باب رقم فرمایا ہے۔ یعنی بقول ان کے "۲۵نامی گرامی علماء دین" کے مضامین' تقاریر اور کتب میں درج شدہ ۸۲ آیات میں ۱۳۴ موٹی موٹی غلطیوں کی نشاندہی کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے:

"کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جس میں درج شدہ آیات قرآنی میں کاتب صاحبان اور پروف ریڈر صاحبان کی "مہربانی" سے (اور یہ "مہربانی" بجائے خود بشری تقاضا کی مرہون ہے) سرے سے کوئی غلطی ہی نہ ہو۔" اور یہ کہ کتابت کی چند ایک غلطیوں کو تحریف قرآن قرار دینا سراسر غیر معقول ہے' اور اس کا مقصد فتنہ انگیزی کے سوا اور کچھ نہیں ہے....."

"الفضل" کی اس ساری منطق کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح اور کتابوں میں کتابت کی غلطیاں رہ جاتی ہیں جن کا ذمہ دار مصنف نہیں ہوتا بلکہ کاتب اور پروف ریڈر صاحبان کے بشری تقاضے کی "مہربانی" ہوتی ہے' اسی طرح مرزا صاحب نے قرآن کی تحریف نہیں فرمائی' جو محرف شدہ آیات ان کی کتابوں میں موجود ہیں وہ سب قادیانیت پر کاتب صاحبان کا "احسان" ہے۔

"الفضل" کے قارئین کو یہ جواب' جو "عذر گناہ بدتر از گناہ" کا ایک نیا ریکارڈ ہے' پڑھ کر مرزائی امت کے دین و دیانت پر ضرور رحم آئے گا' مگر انہیں اس پر کوئی تعجب نہیں ہونا چاہئے' کیونکہ دجل و تلبیس مرزائیت کے خمیر میں شامل ہے' اور یہ ان کے "مسیح موعود" کی مخصوص تکنیک ہے۔

البتہ ہمیں "الفضل" کے مدیر شہیر سے یہ شکایت ضرور رہے گی کہ انہوں نے "کرے داڑھی والا اور پکڑا جائے مونچھوں والا" کے بمصداق تحریف قرآن کا سارا بار کاتبوں کے کندھے پر ڈال کر حق و انصاف کا خون کیا ہے۔ اگر وہ یہ تاویل کرتے تو بجا تھا کہ کاتب صاحبان تو خیر غلطیاں کیا ہی کرتے ہیں مگر کبھی کبھی خود ہمارے حضرت صاحب بھی "سہو کتابت" کے عارضہ میں مبتلا ہوجاتے تھے' کیونکہ وہ دوران سر' مراق' ضعف دماغ اور کثرت بول کے دائمی مریض تھے' اور یہ تحفہ انہیں دعویٰ مسیحیت کے "انعام" میں بطور نشان عطا ہوا تھا۔ خود مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"ہاں دو مرض میرے لاحق حال" ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں' اور دوسری بدن کے نیچے کے حصے میں' اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے' اور دونوں مرضیں اسی زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے' میں نے ان کے لئے دعائیں بھی کیں مگر منع میں جواب پایا اور میرے دل میں القاء کیا گیا کہ ابتداء سے "مسیح موعود" کے لئے یہ "نشان" مقرر ہے۔ (حقیقتہ الوحی ص ۳۰۷' روحانی خزائن ج ۲۲' ص ۳۲۰)

بالکل صحیح فرمایا' جھوٹے مسیح کا نشان' خارق عادت مراق اور سلس البول کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟ یہی اس کے "لائق حال" ہے۔

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی' آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا' (کیا فرماتے ہیں علماء مرزائیت اس مسئلہ میں کہ کیا واقعی آنحضرت ﷺ نے مسیح کے "آسمان سے اترنے" کا لفظ مراقی ترنگ میں فرمایا؟ بینوا توجروا) تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی سو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں' ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔ (ملفوظات ج ۸ ص ۴۴۵)

مراق' ضعف دماغ' ضعف اعصاب' دوران سر اور دن میں سو سو بار پیشاب کرنا تو چشم بدور مرزا صاحب کا مسیحی معجزہ ہوا' مزید برآں یہ کہ مرزا صاحب قرآن کے حافظ نہیں تھے' اور آیات نقل کرتے وقت شاید ان کو قرآن کریم کی مراجعت کی فرصت بھی کم ہوتی ہوگی۔ اس لئے

مرزا صاحب کی کتابوں میں درج شدہ آیات قرآن میں جو غلطیاں ملتی ہیں وہ دراصل مرزا صاحب کے "مسیحی عارضہ" کی مرہون ہیں' مدیر "الفضل" کو چاہئے تھا کہ اپنے "مسیح موعود" کی سنت کے مطابق انہیں "نشان مسیحیت" قرار دے کر ان پر فخر کرتے' مگر صد حیف کہ وہ "مسیح موعود کے اس عظیم نشان" کو مرزا صاحب سے چھین کر کاتبوں اور پروف ریڈر صاحبان کے سرمنڈھنا چاہتے ہیں۔

اور اگر انہیں یہ تاویل پسند نہیں تھی تب بھی کاتبوں کے ذمہ سارا بار ڈالنے کا کوئی جواز نہیں تھا بلکہ انہیں جرات رندانہ سے کام لیکر صاف صاف لکھنا چاہئے تھا کہ قرآن کی صحیح عبارت وہی ہے جو مرزا صاحب نے لکھی کیونکہ قرآن تو آج مرزا صاحب کی بدولت ہی موجود ہے ورنہ وہ تو کبھی کا اٹھ چکا تھا۔ مرزا صاحب ازالہ اوہام کے حاشیہ میں صفحہ ۳۸۰ پر تحریر فرماتے ہیں "قرآن زمین سے اٹھ گیا تھا' میں قرآن کو آسمان پر سے لایا ہوں۔"

ظاہر ہے کہ قرآن کے لانے والا ہی اس کی تصحیح بھی کرسکتا ہے' اور یہ بتاسکتا ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں جو قرآن ہے اس میں فلاں فلاں جگہ غلطی ہے (معاذاللہ' نقل کفر کفر نباشد) چنانچہ مرزا صاحب نے یہ منصب بھی اپنے ہاتھ میں رکھاہے' وہ لکھتے ہیں:

"میں قرآن کی غلطیاں نکالنے کے لئے آیا ہوں جو تفسیروں کی وجہ سے واقع ہوگئی ہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۷۱۳)

یہی وجہ ہے کہ کشف کی حالت میں مرزا صاحب کو انا انزلناہ قریبا" من القادیان بھی قرآن مجید میں لکھا ہوا نظر آیا (ازالہ ص ۳۴) چونکہ مرزائیوں کے نزدیک مرزا صاحب کے کشف کو وحی کا درجہ حاصل ہے اس لئے یقین ہے کہ "الفضل برادری" اس فقرے کو قرآن کی آیت سمجھتی ہوگی۔ اور اسی بنا پر ان کے نزدیک مکہ اور مدینہ کے ساتھ "قادیان" بھی مقدس شہر ہے' کیونکہ اسی کشف میں مرزا صاحب نے یہ بھی دیکھا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ مدینہ اور قادیان۔

الغرض "الفضل" کو دعوی کرنا چاہئے تھا کہ جس طرح دنیا کی کوئی تفسیر مرزا صاحب کی تصدیق کے بغیر معتبر نہیں اسی طرح قرآن کا کوئی نسخہ صحیح نہیں جب تک کہ مرزا صاحب اس کے صحیح ہونے کی تصدیق نہ فرمادیں۔ ایک طرف قرآن کو آسمان سے زمین پر لانے اور قرآن کی غلطیاں نکالنے کے بلند بانگ دعوے کرنا اور دوسری طرف ترمیم شدہ آیات کو غریب کاتبوں کے سر دے مارنا کیا اسی کا نام "پنجابی مسیحیت" ہے؟

اور اگر "الفضل" کے مدیر محترم مرزا صاحب کو اس منصب سے بھی معزول کرنا چاہتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ کسی ایرے غیرے کے کلام میں نہیں بلکہ مرزائیوں کے "مسیح موعود" کے کلام میں اتنی فحش غلطیاں کیوں در آئیں' جب کہ ان کا دعوی ہے کہ:

" میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور قریب ہے کہ میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا...... جو کچھ فرقان سے ظاہر ہوا۔" (بشری جلد ۲ ص ۱۱۹ اور کہ)

"میں اپنے ذاتی تجربہ سے کہہ رہا ہوں کہ روح القدس کی قدسیت ہروقت اور ہردم اور ہرلحظہ بلا فصل ملہم (خود مرزا صاحب) کے تمام قوی میں کام کرتی ہے۔" (حاشیہ آئینہ کمالات ص ۹۳)

کیسی شرم کی بات ہے کہ ایک طرف " قرآن ہی کی طرح ہوں" کہہ کر تقدس کے دعوے کئے جائیں "روح القدس کی ہر لحظہ معیت" کا افتراء کیا جائے اور دوسری طرف قرآن کی آیتیں مسخ کرکے پیش کی جائیں' اور پوچھنے پر "کاتب کی غلطی" کا عذر لنگ پیش کردیا جائے۔

قرآن کریم' جس کا ایک ایک حرف متواتر ہے' جس کے مطبوعہ نسخے گھر گھر موجود ہیں اور جس کے سینکڑوں حافظ ہر خطے میں مل سکتے ہیں' جب تمام مرزائی ذریت مل کر بھی اپنی کتابوں میں قرآن کریم کی آیات کا صحیح اندراج کرنے پر پون صدی تک قادر نہ ہوسکی۔ تو ان کے "ٹیچی ٹیچی" کی وحی کب قابل اعتبار ہوسکتی ہے؟ اور مرزائی امت دنیا کو مرزا صاحب "وحی" پر ایمان لانے کی دعوی کس منہ سے دیتی ہے؟ مدیر الفضل کی خوش فہمی کی داد دیجئے۔ سوال کیا جاتا ہے کہ آپ کے نام نہاد "مسیح موعود" قرآن کی آیات کو اول بدل کر کیوں تحریر فرماتے ہیں' جواب ملتا ہے۔ اس لئے کہ دوسرے لوگوں کی کتابوں میں بھی ایسی غلطیاں سہو کتابت کی بنا پر پائی جاتی ہیں۔ مدیر الفضل صاحب! پہلے مرزا صاحب کو مسیحیت کی جلوہ گاہ سے نیچے کھینچ کر عام لوگوں کی صف میں کھڑا کیجئے اور پھر سہو کتابت کی نظیریں پیش کیجئے۔

اس سے بھی قطع نظر اہم سوال یہ ہے کہ اگر بقول "الفضل" یہ غلطیاں کاتبوں کی بشریت کے تقاضے کی ممنون ہیں۔ تو قادیان سے ربوہ تک اور مسیح موعود سے مصلح موعود کے دور تک پون صدی کے تمام ایڈیشنوں میں کیوں یہ غلطیاں جوں کی توں محفوظ رکھی گئیں؟ کیا مرزائی امت کو اس طویل مدت میں ایک بھی بالغ نظر پروف ریڈر نہیں ملا۔ جو ان غلطیوں کی اصلاح کرتا؟ چلئے آپ کے پروف ریڈر صاحبان کی نظر کمزور تھی مگر اس کا کیا علاج ہے کہ علمائے امت نے پہلے ایڈیشن ہی سے ان غلطیوں کی نشاندہی کردی تھی مگر کیا اس کے باوجود مرزائی امت کو اصلاح اغلاط کی توفیق ہوئی؟ یا کوئی غلط نامہ شائع کیا گیا؟ کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ مرزائی امت ان محرف آیات پر بھی اسی طرح ایمان رکھتی ہے جس

طرح کہ مرزا صاحب کی خود تراشیدہ "وحی" پر؟ اور غریب کاتبوں پر الزام محض دفع الوقتی اور سخن سازی ہے۔ سخن سازی اور سخن پروری کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ مگر مرزائی امت کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے' بقول مرزا صاحب "جب انسان حیاء کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہئے کہے' کون اس کو روکتا ہے؟" (اعجاز احمدی ص ۳ روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۹)

ان معروضات سے واضح ہوگیا ہوگا کہ قادیانیت پر تحریف کا الزام محض الزام نہیں' ایک کھلی حقیقت ہے اور "ابوالفضل" کی منطق محض ابلہ فریبی ہے۔ اس کی مزید توضیح کے لئے علمائے امت نے مرزا صاحب کی نقل کردہ قرآنی آیات میں جن غلطیوں کی نشاندہی کی ہے ہم ان کی ایک مختصر فہرست پیش کرتے ہیں اسے سامنے رکھ کر قارئین کو خود فیصلہ کرنا چاہئے کہ طویل مدت سے آیات قرآن پر مسخ و تحریف کی جو مشق ستم جاری ہے یہ قادیانیت کی سوچی سمجھی تحریفی سازش ہے یا اس کا وبال صرف غریب کاتبوں کے سر پر ہے؟ اور یہ کہ جن کتابوں میں قرآن کریم کی کھلی تحریف کو روا رکھا گیا کیا کوئی اسلامی حکومت ان کی اشاعت کی اجازت دے سکتی ہے؟ اور کیا پاکستان کے لئے قرآن کی یہ کھلی توہین قابل برداشت ہے؟

قرآن:۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھدائکم من دون اللہ ان کنتم صادقین○ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا (سورہ بقرہ رکوع ۳)

مرزا صاحب:۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا (سرمہ چشم آریہ حاشیہ ص ۱۰' براہین احمدیہ ص ۳۹۵'۳۹۹'۵۴۶' نورالحق ج ۱' ص ۱۰۹' حقیقۃ الوحی ص ۲۴۸)

مرزا صاحب نے قرآن کے خط کشیدہ الفاظ ہضم کرلئے اور "وان" کا اضافہ اپنی طرف سے کردیا' اور پھر ایک آدھ جگہ نہیں بلکہ چار کتابوں میں کئی جگہ آیت کو بگاڑ کر لکھا' کیا متعدد کتب میں یہ حک و فک صرف کاتبوں کا تصرف ہے؟

قرآن:۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا (بنی اسرائیل آیت ۸۸)

مرزا صاحب:۔ قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا (سرمہ چشم آریہ ص ۱۰' نورالحق ص ۱۰۹' ج ۱)

انس و جن کی ترتیب الٹ کر آیات میں اصلاح دی گئی۔

قرآن:۔ قد انزل اللہ علیکم ذکرا رسولا (سورہ طلاق آیت ۱۱)

مرزا صاحب:۔ انزل ذکرا" ورسولا" (ایام الصلح ص ۸۰)

اللہ اور علیکم کو حذف اور واؤ کا اضافہ کرکے آیت کے مفہوم کو غارت کردیا۔

قرآن:۔ آمنت انہ لا الہ الا الذی آمنت بہ بنو اسرائیل (سورہ یونس آیت ۹۰)

مرزا صاحب:۔ آمنت بالذی آمنت بہ بنو اسرائیل (اربعین نمبر ۳' ص ۳۵' سراج منیر حاشیہ ص ۲۹)

"انہ لا الہ الا" کے الفاظ زائد سمجھ کر حذف کردیئے اور با کا اضافہ اپنی طرف سے ملاکر آیت کی مرمت کردی۔

قرآن:۔ ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام (سورہ بقرہ ۲۱۰)

مرزا صاحب:۔ یوم یاتی ربک فی ظلل من الغمام (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۴)

پوری آیت میں بدترین تحریف کرکے آیت کا مضمون یکسر مسخ کردیا پھر نو سطروں میں اس کا ترجمہ اور تشریح کرکے آیت کے تحریفی کھنڈر پر کاشنہ مسیحیت تعمیر کیا گیا' با ایں ہمہ "الفضل" کی دانش و عقل دیکھئے کہ اسے کاتب کی "مہربانی" فرماتے ہیں۔

قرآن:۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن (سورہ نحل ۱۲۵)

مرزا صاحب:۔ جادلھم بالحکمۃ والموعظۃ (نورالحق ص ۳۶۔ ج ۱' تبلیغ رسالت ص ۱۹۴۔۱۹۵' ج ۳)

پوری آیت کی آیت ہی مسخ کردی۔

قرآن:۔ یوم تبدل الارض غیر الارض (سورہ ابراہیم آیت ۴۸)

مرزا صاحب:۔ بدلت الارض غیر الارض (تحفہ گولڑویہ ص ۱۸۵)

"یوم تبدل" کو "بدلت" سے بدل کر آیت کا مفہوم ہی بدل ڈالا

قرآن:۔ لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس (المومن ۵۷)

مرزا صاحب:۔ ان خلق السموات والارض اکبر من خلق الناس (ایام الصلح اردو ص ۶۱)

لام حذف اور ان کا اضافہ' اس قسم کی اصلاح مرزا صاحب کی مسیحائی کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔

قرآن:۔ وجعل منھم القردۃ والخنازیر (المائدہ ۶۰)

مرزا صاحب:۔ وجعلنا منھم القردۃ والخنازیر (ازالہ اوہام ص ۶۷۴' ج ۱)

"جعل" کی جگہ "جعلنا" لکھ کر قرآن کی غلطی نکالی گئی (معاذاللہ)

قرآن:۔ الم یعلموا انہ من یحادد اللہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خالدا" فیھا' ذالک الخزی العظیم○ (التوبہ ۶۳)

(باقی آئندہ)

○

قادیانیت

ملت اسلامیہ کے لئے خطرہ کیوں ہے؟

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم العالیہ

ذیل میں حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کا ایک فکر انگیز خطاب شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جو آپ نے ویمبلے ہال لندن میں منعقدہ سیمینار سے کیا' جس میں آپ نے نہ صرف برطانیہ بلکہ عالم اسلام کے مسلمانوں کو اسلام اور قادیانیت کے باب میں ایک ٹھوس لائحہ عمل طے کرنے اور اس پر پوری سنجیدگی سے غور کرنے کی دعوت دی۔ (ادارہ ختم نبوت)

صاحب صدر گرامی اور قدر واجب الاحترام علماء کرام اور معزز سامعین!

اس وقت پوری دنیا میں امت مسلمہ عجیب و غریب حالات سے دوچار ہے روس کے انقلاب کے بعد وہاں کی مسلم ریاستوں پر کیا گزری یہ صرف ان کا مسئلہ نہیں پوری امت کا مسئلہ ہے' کشمیر میں مسلمانوں کے ساتھ کیا ہورہا ہے یہ صرف ان کا مسئلہ نہیں پوری امت کا مسئلہ ہے' فلسطینی مسلمانوں کی صحرانوردی پورے عالم اسلام کی ایک راہ مجبوری اور ایک آہ بے بسی ہے افغانستان میں اسلامی نظام نہ چل سکے اس کے لئے بیرونی طاقتوں کی تگ و تاز صرف وہاں کا مسئلہ نہیں پوری امت کا مسئلہ ہے ہندوستان کے مسلمان کروڑوں میں ہوتے ہوئے دوسروں کے رحم و کرم پر ہیں کیا یہ صرف ان کا مسئلہ ہے یا پوری امت کا مسئلہ ہے اس کے لئے منطقی زبان کی ضرورت نہیں اس کا جواب اپنے دل کی دھڑکنوں سے لیں اپنے دلوں کو ٹٹولیں ان ممالک میں جہاں بھی کسی مسلمان کی شہ رگ کٹتی ہے کیا آپ کا دل نہیں تڑپتا یہ کیوں اسی لئے کہ یہ ایک امت ہے اور اس کا نفع بھی ایک ہے نقصان بھی ایک

سب مسلمان ایک جسد ہیں جب کسی حصہ بدن پر کوئی افتاد آتی ہے دوسرے اعضاء بدن کا بھی قرار باقی نہیں رہتا حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ "ترى المؤمنين فى تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد اذا اشتكى عضو تداعى له سائر جسده بالسهر والحمى" (رواه البخاری)

چو عضوے بدرد آورد روزگار
دگر عضوہا رانہ ماند قرار

برادران اسلام! امت مسلمہ کسی ایک ملک یا کسی ایک خطہ زمین میں گھری نہیں یہ پوری دنیا میں پھیلی امت ہے اور اس کی فلاح و بہبود ہم سب کا ایک مسئلہ ہے اسے مغربی قوتوں پر قیاس نہ کریں ان کے ہاں برطانیہ' جرمنی' فرانس اور ہالینڈ سب علیحدہ علیحدہ قومیں ہیں اور ہر ایک کا نفع و نقصان ان کا اپنا اپنا مسئلہ ہے مگر ہماری پوزیشن یہ نہیں ہم دنیا میں جہاں کہیں بھی ہوں ہم ایک قوم اور ایک ملت ہیں۔

اپنی ملت کا قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

یقین کیجئے ہماری ہر دوسری حیثیت اس ایک ملت کے احساس میں گم ہے سو ہمیں یہ بات کبھی نظر انداز نہ کرنی چاہئے کہ ہمارے ہاں سب سے بڑا قومی جرم اور سب سے بڑا دینی گناہ یہ ہے کہ اس ایک امت میں کاٹ لگے' اور ایسے نظریات اور وسائل سامنے لائے جائیں کہ یہ ایک نہ رہ سکے اس کی وحدت ٹوٹ جائے۔

برادران اسلام! اس نازک موڑ پر ہمیں یہود و نصاریٰ یا ہندو اور بدھ وہ نقصان نہیں پہنچاسکتے جو دعویٰ اسلام کے ساتھ ہماری صفوں میں گھس آنے والے ملحد اور منافق ہمیں پہنچاسکتے ہیں ان کے ہمارے اندر آنے سے ہماری وحدت کی صفیں ٹوٹیں گی اور جتنے لوگ ہم میں سے نکلیں گے وہ ہماری ہی کاٹ ہوگی یہ امت ٹوٹے

گی تو اس سے دوسری امتیں نکلیں گی پہلے اگر ہم سوچتے تو اب ہم نوے یا اسی رہ جائیں گے۔

برادران اسلام! آپ ہی غور کریں کہ تحریک قادیانیت سے کس قوم کی گنتی کم ہو رہی ہے مسلمانوں کی۔ یہ کس کی وحدت دو حصوں میں بٹ رہی ہے؟ ہماری' ہندوؤں کی وحدت ٹوٹی تو ان سے سکھ قوم نکل کر الگ ہوئی مسلمانوں کی وحدت ٹوٹی تو ان سے قادیانی احمدی کا نام اختیار کر کے نکلے انہوں نے دعویٰ کیا کہ مکہ مدینہ کی چھاتیوں سے اب دودھ خشک ہو چکا ہے انہوں نے قادیان کو اپنے عقیدے کا مرکز بنایا ان کی نمازیں اور جنازے مسلمانوں سے کٹے مرزا غلام احمد نے خود اپنے بیٹے کا جنازہ نہ پڑھا جو اس پر ایمان نہ لایا تھا دونوں قوموں میں نکاح اور وراثت کی دراڑیں پڑتی گئیں یہاں تک کہ عالم اسلام کی متفقہ آواز رابطہ عالم اسلامی نے ان کے مسلمانوں سے علیحدہ ایک قوم ہونے کا اعلان کر دیا اور ان پر لایدخلو المسجدالحرام کی پابندی عائد کر دی گئی۔

برادران اسلام! آپ خود سوچیں کہ یہ کاٹ کن لوگوں میں واقع ہوئی؟ قوم کن کی تقسیم ہوئی' مسلمانوں کی گنتی کن کے نقصان میں آئی؟ مسلمانوں کی' ان کی اصل ہم تھے اور یہ ہم سے نکل کھڑے ہوئے' اس سے یہ بات صاف سمجھ میں آتی ہے کہ یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں نے اگر ہمیں نقصان پہنچایا ہے تو ہمارے افراد کو اور ہمارے مفادات کو' اور ظاہر ہے کہ افراد مرتے ہیں قومیں نہیں مرتیں لیکن قادیانیوں نے ہمیں جو نقصان پہنچایا ہے وہ اس امت کو پہنچایا ہے ہماری وحدت میں انہوں نے کاٹ کی ہے اور ملت اسلامیہ کو اپنے مرکز کعبہ سے ہٹانے کے لئے یہ ایک عالمی سطح کی سازش ہے جو قادیانیوں نے یہود و نصاریٰ کے اکسانے سے کی ہے۔

ان حالات میں ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنی قومی وحدت کو بچانے کے لئے ہم ہر جگہ مسلمانوں کو جگائیں اور بتلائیں کہ تمہاری قومی وحدت کس چھپے انداز میں کٹ رہی ہے اور جتنے مسلمان ان کی ارتداد کو گود میں گر رہے ہیں اسی نسبت سے امت محمدیہ میں کاٹ ہو رہی ہے۔ ہماری ملت ان سے ہر آن معرض خطر میں ہے اور ہماری دیواروں میں نہایت خطرناک قسم کی سیونگ لگ چکی ہے۔

مسلمان پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور قادیانی بھی اپنے مراکز دنیا میں کھولے ہوئے ہیں یہ کیوں؟ یہ اس لئے کہ اس امت کو ہر طرف سے کٹاؤ میں گھیرا جائے اور اس امت کو ہر طرف سے کم کیا جائے۔

اس وقت ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے اس امت کو مزید ٹوٹنے سے بچایا جائے ایک ہزار نئے آدمی صف اسلام میں داخل نہ ہو سکیں یہ ہمارے لئے اتنا بڑا صدمہ نہیں جتنا صدمہ یہ ہے کہ اس امت کا کوئی فرد اس کے دائرہ سے نکل جائے دوسروں کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دینے کی بجائے اپنے گھر کے لوگوں کو سنبھالنا زیادہ ضروری ہے وہ بھی کوئی قوم ہے جو اپنی قومی سرحدوں کی حفاظت نہ کر سکے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمام مسلمان (وہ کہیں بھی ہوں مشرق میں یا مغرب میں) ایک بدن کی طرح ہیں یہ ایک باڈی ہیں اگر انسان کی آنکھ کو تکلیف ہو تو پورا بدن بے چینی میں ہوتا ہے۔ سر درد ہو تو پورا بدن تکلیف محسوس کرتا ہے اسی طرح مسلمان جہاں بھی ہوں انہیں کوئی تکلیف آئے پورا عالم اسلام تڑپتا ہے جب بوسنیا کے مسلمانوں پر ظلم ہو رہا تھا یہاں برطانیہ کے مسلمان تڑپ رہے تھے یا نہ؟ اب کشمیر کے مسلمانوں پر جو گزر رہی ہے آپ کس طرح ان کے بارے میں پریشان ہیں یہ کس لئے؟ محض اس لئے کہ ہم جہاں بھی ہوں ہم ایک ملت ہیں ایک جسد کی طرح ہیں۔

مرزا غلام احمد نے قادیان کے مسلمانوں کو ملت سے نکالنا چاہا علمائے اسلام قادیان پہنچ گئے۔ قادیانیوں کا موجودہ سربراہ مرزا طاہر لندن چلا آیا اور ملت اسلامیہ سے لوگوں کو نکالنے کے لئے یہاں اپنا ایک بڑا مرکز بنایا الحمدللہ کہ مسلمان تمام دنیا کے کناروں سے یہاں بھی آ جمع ہوئے تاکہ اس امت میں اور کٹاؤ نہ لگے اور اس جسد واحد کے اعضاء نہ کٹیں۔ مرزا طاہر جب ہر سال یہ اعلان کرتا ہے کہ اس نے اور آدمیوں کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے تو دوسرے الفاظ میں اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ ہم نے ملت اسلامیہ کے جسد واحد پر اتنے زخم اور لگا دیئے ہیں۔ کیا ان حالات میں ہم پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ اس ملت اسلامی کو مزید کٹاؤ سے بچانے کے لئے ہم دشمن کی طاقت کو ہر طرف سے پچھاڑیں ہندوؤں سے سکھ نکلے تو ہندو قوم میں کٹاؤ پڑا مسلمانوں سے قادیانی نکلے تو ملت اسلامی میں کٹاؤ پڑا جو لوگ قادیانی ہوئے زیادہ وہ مسلمانوں سے ہی نکلے ہیں۔

سچے مسیح اور جھوٹے مسیح میں کھلا فرق:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول برحق ہے قیامت سے پہلے ان کی تشریف آوری پر اور قومیں مٹیں گی اور ملت اسلامی بڑھے گی آپ کی تشریف آوری پر یہود و نصاریٰ دونوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور یہ دونوں قومیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کماحقہ ایمان لے آئیں گی۔ قرآن کریم میں خبر دی گئی ہے وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ کوئی شخص اہل کتاب میں سے نہ رہے گا مگر یہ کہ وہ حضرت عیسیٰ پر ان کی موت سے پہلے ضرور ایمان لے آئے گا سو سچے مسیح کے آنے کا یہ نشان ہوگا کہ اور امتیں مٹیں گی اور امت اسلامی بڑھے گی۔ جبکہ جھوٹے مسیح کا نشان یہ ہے کہ اور امتیں تو مٹی نہیں مرزا غلام احمد کی وجہ سے قوموں کی صف میں دو اور قوموں

کا اضافہ ہوا۔ قادیانی مرزائی اور لاہوری مرزائی‘ اور اس نے اپنے ساتھ جو لوگ نکالے وہ زیادہ تر مسلمانوں سے نکالے ہندوؤں اور عیسائیوں میں سے اس نے خاص خاص لئے لیکن ملت اسلامی سے اس نے سینکڑوں اور ہزاروں آدمی نکال لئے آج دنیا میں ایک ارب اور چالیس کروڑ کے لگ بھگ مسلمان ہیں اور قادیانی اپنی سو سالہ تاریخ کے باوجود مسلمانوں کے مقابل نناوے اور ایک کی نسبت بھی نہیں لے سکے یہ اس لئے کہ علمائے اسلام نے مرزا غلام احمد کی زندگی میں ہی اس کے پیروؤں سے نماز‘ جنازہ‘ طلاق اور وراثت وغیرہ کے فاصلے قائم کرلیئے تھے تاریخ میں کوئی ایسی مذہبی تحریک نہیں ملتی جو ایک پوری صدی گزرنے پر بھی اس کسمپرسی میں ہو جس کا مرزا طاہر شکار ہے دیکھئے:

○ اس کے دادا مرزا غلام احمد کو پوری زندگی میں آزادی کا ایک سانس نصیب نہ ہوا حکومت انگریزوں کی رہی۔

○ اس کے باپ کو آزادی کا ایک سانس نصیب نہیں ہوا پہلے انگریزوں کی غلامی میں رہا پھر مسلمانوں کی غلامی میں۔

○ اس کے بھائی مرزا ناصر کو پوری قوم نے قومی اسمبلی میں بلاکر اقلیت کا سرٹیفکیٹ دیا۔

○ قادیانیوں کا موجودہ سربراہ دوبارہ انگریزوں کی غلامی میں لندن میں پناہ گزیں ہوا۔

ایک مذہبی تحریک پر پوری صدی گزر جائے اور اس کو آزادی کا ایک سانس بھی نصیب نہ ہو کیا یہ تعجب کی بات نہیں یہ جس قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں وہ آج بھی مرزا غلام احمد کے مکذبین کے پاس ہے جملہ مسلم ممالک میں سے کوئی ملک بھی انہیں اپنے اندر پناہ دینے کے لئے تیار نہیں۔

برادران اسلام! یہ قادیانیوں کی دنیوی ناکامی کی ایک جھلک ہے رہی ان کی آخرت کی ناکامی تو جو جو قادیانی موت کے پل کو عبور کررہا ہے سیدھا ہاویہ میں گررہا ہے ولعذاب الآخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون

قادیانوں میں زندوں کے مقابلے کی تو ہمت نہیں مرزا طاہر کو مباہلہ کے لئے ہائیڈ پارک میں آنے کی جرات نہیں مگر جو نبی کوئی شخص فوت ہوتا ہے یا کسی عالمی سازش کا شکار ہوتا ہے تو پھر مرزا طاہر بڑے غیظ و غضب سے اس مرحوم پر برستا ہے صدر ضیاء الحق مرحوم جب کسی عالمی سازش کا شکار ہوا تو مرزا طاہر نے دعویٰ کیا کہ یہ جو کچھ ہوا ہے میری دعائے مباہلہ کا نتیجہ ہے یہ صورت حال مرزا طاہر کی بوکھلاہٹ کا پتہ دے رہی ہے کہ زندوں کا سامنا کرنے کی تو اسے ہمت نہیں اور فوت شدگان کے مقابلے میں وہ پھولا نہیں سماتا۔ عقاب کی فطرت ہے کہ وہ زندہ شکار پر پڑتا ہے اور گدھ ہمیشہ مردار پر آتے ہیں۔

اڑا فضاؤں میں کرگس اگرچہ شاہین وار
شکار زندہ کی لذت سے بے نصیب رہا

جبار کارپیٹس
ڈیلرز
زینت کارپٹ ● مون لائٹ ● پاک پنجاب کارپٹ
یونائیٹڈ کارپٹ ● وینس کارپٹ ● اولمپیا کارپٹ
PH: 6646888 - 6647655
FAX: 092-21-521503
مساجد کیلئے خاص رعائت
سہ۔ این آر ایونیو نزد جنرل پوسٹ آفس بلاک بی
برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

مولانا محمد زکریا فاضل ومدرس جامعہ مدنیہ

ایک گریجویٹ خاتون کی مرزائیت سے توبہ

یہ ایک تعلیم یافتہ خاتون کی داستان عبرت ہے جو قادیانیت کے جال میں پھنس چکی تھی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دھوکہ باز پیروکاروں کی چکنی چپڑی باتوں میں آچکی تھی لیکن اللہ رب العزت کی بے پایاں رحمت نے آغوش میں لے لیا' خوش بختی نے دامن تھاما' ایک عالم دین کی پرخلوص کوشش سے وہ خاتون قادیانیت سے تائب ہوگئی اور رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر پختہ یقین کرکے نیک بختی کو سمیٹ لیا۔ (ادارہ)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم!

اس دور پر فتن میں جہاں دیگر بہت سے فتنے جنم لے رہے ہیں وہیں ایک خطرناک فتنہ مذہبی آزادی اور بے راہروی کا بڑی تیزی کے ساتھ لوگوں میں پھیل رہا ہے۔ باطل قوتیں اجتماعی طور پر مسلمانوں کے درپے ایمان ہیں اور مختلف انداز سے ان کا ایمان برباد کررہی ہیں' المیہ ہے کہ اچھے اچھے دیندار گھرانے اس کی زد میں آرہے ہیں اور اس میں جہاں ہمارے تعلیمی اور معاشرتی ماحول کا قصور ہے وہیں والدین کی بے اعتنائی اور بے پروائی کا بھی دخل ہے' راقم الحروف کے ساتھ چند روز پیشتر ایک عجیب واقعہ پیش آیا' یہ واقعہ چونکہ عبرت انگیز بھی ہے اور اس میں والدین کے لئے دعوت فکر بھی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ قارئین کے گوش گزار کیا جائے' شاید کوئی اس واقعہ سے سبق حاصل کرکے اپنا رخ صحیح کرلے۔

واقعہ یہ ہے کہ راقم الحروف مورخہ ۱۷ نومبر بروز پیر شام کو جب گھر پہنچا تو اپنی مسجد کے قاری صاحب کو انتظار کرتے ہوئے پایا' وہ مجھے دیکھتے ہی پاس آئے اور فرمانے لگے کہ آپ سے ایک بہت ہی ضروری کام ہے' وہ یہ کہ جو صاحب جمعہ کی نماز کے لئے سب سے پہلے ہماری مسجد میں آتے ہیں اور اکثر ذکر اذکار میں مشغول رہتے ہیں وہ دوپہر کو میرے پاس آئے تھے اور بہت پریشان تھے' وہ اس لئے آئے تھے کہ ان کی ایک ہی بیٹی ہے اور تین بیٹے ہیں انہوں نے اپنی بیٹی کا رشتہ اپنی سالی کے لڑکے (لڑکی کے خالہ زاد بھائی) سے کیا ہے اور ۲۲ نومبر کو رخصتی ہے' وہ بتانے لگے کہ رات کو لڑکے والے یعنی لڑکا اور اس کی والدہ پھوپھی اور دو بہنوئی اور دو ایک افراد اور سب ملکر آئے اور آکر کہنے لگے کہ نکاح پڑھانے کے لئے ہم اپنا مولوی لائیں گے' میں نے کہا کہ ہوتا تو یوں ہے کہ مولوی صاحب کو لڑکی والے لاتے ہیں اور ان کی فیس وغیرہ بھی وہی ادا کرتے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں مولوی صاحب کو آپ لائیں تو لے آئیں' جو فیس وغیرہ ہوگی وہ ہم ادا کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ بات اصل یہ ہے کہ لڑکا احمدی (مرزائی) ہے اس لئے مولوی بھی خود لائے گا' وہ صاحب کہنے لگے کہ میرے تو ہوش اڑ گئے کہ لڑکا مرزائی ہو اور میں اس کو اپنا داماد بناؤں؟ میں نے کہا کہ آپ نے یہ بات پہلے کیوں نہیں بتائی کہ لڑکا مرزائی ہے؟ مرزائی تو کافر ہوتے ہیں اور میں تو اپنی لڑکی کسی کافر کو نہیں دے سکتا' اس پر لڑکے نے کہا کہ آپ اپنی لڑکی سے پوچھ لیں وہ بھی احمدی (مرزائی) ہے' وہ صاحب کہنے لگے کہ میرے تو اوسان خطا ہوگئے کہ میری لڑکی جو میری تربیت میں رہی وہ مرزائی ہو! میں نے فوراً اسے بلاکر پوچھا تو میری وہ لڑکی جس نے کبھی میرے سامنے آنکھ اٹھاکر بات نہیں کی تھی وہ صاف بولی کہ "ہاں میں احمدی ہوں اور آپ کو کافر سمجھتی ہوں" میرے' میرے بیٹوں اور اہلیہ کے لئے یہ قیامت تھی' میرا جی چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹے اور میں اس میں دفن ہوجاؤں۔ الغرض میں نے ان آنے والوں کو تو اس جھگڑے میں رفع دفع کیا اور اپنی بیٹی سے پوچھا کہ تونے یہ کس طرح کہہ دیا؟ تو اس نے بتلایا کہ "مجھے میرے منگیتر (خالہ زاد بھائی جس سے نکاح ہونا تھا اس نے) مرزائیوں کا لٹریچر لاکر دیا اور میری رہنمائی کی۔" میں نے اسے بہت سمجھایا' لیکن وہ مطمئن نہیں ہوئی۔ ہمارے لئے وہ رات تو انتہائی غم کی رات تھی۔ ہم بالکل نہیں سوئے اور اس کا بھائی بھی پھوٹ پھوٹ کر روتا رہا' اور کھانا بھی ہم نہیں کھاسکے' اس لئے آپ میرے ساتھ چلیں اور اسے سمجھائیں قاری صاحب

کہتے ہیں کہ میں نے انہیں جواب دیا کہ خطیب صاحب عالم ہیں وہ رات کو آٹھ بجے آتے ہیں۔ میں ان کو ساتھ لیکر آؤں گا' لہٰذا اب آپ میرے ساتھ چلیں' جلدی سے کھانا کھالیں' چنانچہ میں نے جلدی سے کھانا کھایا اور دو رکعت صلاۃ الحاجت پڑھ کر اس لڑکی کے لئے خصوصاً اور پورے عالم کے لئے عموماً "ہدایت کی دعا کی اور نو ساڑھے نو بجے کے قریب ان کے گھر گئے' وہاں جاکر لڑکی کے والد صاحب سے ملاقات کی انہوں نے ساری صورتحال بتائی۔ پھر اس لڑکی کو بلایا' اس لڑکی کی والدہ' والد اور بھائی سب بیٹھے' ان سب کی موجودگی میں' میں نے لڑکی سے یہ سوال کیا کہ ساری امت مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا اور جو شخص کسی طرح کی بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے آپ کو اس عقیدہ میں کوئی اشکال ہے؟ اس لڑکی نے کہا کہ میں آپ سے سوال کرتی ہوں آپ مجھے جواب دیجئے۔

سوال : نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟

جواب : نبی اور رسول میں یہ فرق ہے کہ رسول کو نئی شریعت اور نئی کتاب دے کر مبعوث کیا جاتا ہے' جبکہ نبی اپنے سے پہلے آنے والے رسول ہی کی شریعت کو لیکر مخلوق کی ہدایت کا کام کرتا ہے' دوسرے معنی میں یہ کہ ہر رسول تو نبی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا اور یہ بھی تغلیبی قاعدہ ہے۔ ورنہ بسا اوقات نبی کو رسول بھی کہہ دیا جاتا ہے۔

اس لڑکی نے کہا کہ میں مرزا صاحب کو رسول نہیں مانتی بلکہ نبی مانتی ہوں وہ بھی غیر تشریعی نبی کہ وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر آپ ہی کا کام کرتے ہیں۔

میں نے جواب میں کہا کہ آپ کی بات کا مطلب یہ ہوا کہ جو بھی دین کا کام کرے تو وہ نبی ہوجائے گا؟ لہٰذا پھر تو بہت سے علماء اور تبلیغی جماعت والے بھی نبی ہوں گے؟ میں نے یہ بھی کہا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے کیا معنی ہوں گے "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی؟" (رواہ مسلم)

وہ کہنے لگی کہ اس حدیث شریف میں تشریعی نبی کی نفی ہے' مرزا تو غیر تشریعی نبی ہے۔

میں نے کہا کہ تشریعی نبی کو تو رسول کہتے ہیں۔ اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ لا نبی بعدی میں لا نفی جنس کے لئے ہے (جیسا کہ لا الہ الا اللہ میں) جس سے ہر قسم کی نبوت کی نفی ہوتی ہے خواہ وہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی' ضمنی ہو یا غیر ضمنی' ظلی ہو یا بروزی اس صورت میں حدیث شریف کا معنی یہ ہوگا کہ میرے بعد کسی بھی قسم کا نبی تشریعی' غیر تشریعی' ظلی بروزی کوئی بھی پیدا نہیں ہوگا' اس موقع پر احقر کو حضرت مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ یاد آگیا۔ موقع کی مناسبت سے ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ کے صاحبزادے مولانا حفیظ الرحمٰن واصف مرحوم رقمطراز ہیں:

"ایک مرتبہ راقم الحروف (واصف) ریل کے سفر میں حضرت والد ماجد کے ہمرکاب تھا' جس ڈبے میں ہم دونوں تھے اسی میں دہلی کے سوداگروں میں سے دو معزز دولتمند حضرات بھی ہم سفر تھے اور ان کے قریب دو تین بھاری بھرکم قادیانی مولوی بھی بیٹھے تھے اور مرزا غلام احمد کی صداقت اور نبوت پر گفتگو ہورہی تھی۔ ان میں سے ایک بڑا مولوی بڑے زور و شور سے بول رہا تھا بڑا لسان اور طرار معلوم ہوتا تھا۔ حضرت والد ماجد کچھ فاصلے پر تھے اور ان لوگوں کی گفتگو سن رہے تھے۔ قادیانیوں کے مخاطب کبھی کبھی جواب دیتے تھے' مگر پھر لاجواب ہوجاتے تھے آخر حضرت نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کی گفتگو میں دخل انداز ہونا نہیں چاہتا تھا' مگر یہاں معاملہ دین کا ہے اس لئے خاموش نہیں رہ سکتا۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جو ابھی یہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور مرزا صاحب کی نبوت سے ختم نبوت میں کوئی نقصان واقع نہیں ہوتا۔ کیونکہ مرزا صاحب کی نبوت حضور کی ہی نبوت کا ایک جزو اور ضمیمہ ہے تو یہ تو فرمایئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول لا نبی بعدی میں تو کسی خاص قسم کی نبوت کی تخصیص نہیں ہے' مطلق نبوت کی نفی ہے' ضمنی غیر ضمنی اور ظلی بروزی کی تخصیص کا ثبوت کہیں نہیں ملتا۔ لائے نفی جنس نے نبوت کے تمام اقسام و اصناف کی نفی کردی ہے۔ پھر بیچ میں نبوت ضمنی کیسی؟

قادیانی مولوی نے جواب دیا کہ جس طرح سچا خواب نبوت کا چالیسواں حصہ ہوتا ہے اسی طرح ضمنی نبوت بھی ہوتی ہے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دائرہ عمل قیامت تک ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے آپ کے ہی دین کی تجدید کے لئے نبی آسکتا ہے اور اس سے آپ کی ختم نبوت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

حضرت مفتی اعظم نے فرمایا "نبوت کا چالیسواں حصہ اگر کسی کو عطا فرمایا جائے تو وہ شخص نبی نہیں بن جائے گا۔ انسان کی ایک انگلی کو انسان کا لقب نہیں دیا جاسکتا۔"

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ کے دعوے کے مطابق قیامت تک کے لئے نبی ہیں پھر حضور کا یہ فرمانا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ قیامت کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا؟ بولئے جواب دیجئے؟

حضرت نے کئی مرتبہ فرمایا بولئے جواب دیجئے' مگر ادھر ایسا سناٹا چھا گیا کہ صدائے برنخاست قادیانی اک دم مبہوت ہوگئے بالکل

جواب نہ دے سکے۔

پھر فرمایا کہ آپ لوگوں کا یہ کہنا کہ حضور قیامت تک کے لئے نبی ہیں خود اس امر کا اقرار ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد نبوت کا عہدہ کبھی کسی کو عطا نہیں کیا جائے گا۔ دوران نبوت کسی اور نبی کی بعثت کے کیا معنی؟ اور اس کی ضرورت کیوں؟ بولئے جواب دیجئے! اگر صدائے برنخاست۔

قادیانیوں پر اوس پڑ گئی اور شکست خوردگی کی وجہ سے چہرے زرد اور ہونٹ خشک ہوگئے اور بالکل ساکت و صامت ہوگئے تو حضرت والد ماجد نے تقریباً" ایک گھنٹے تک قادیانیت کے رد میں مسلسل تقریر کی۔

اس کے بعد دلی کے ہم سفر حضرات نے دریافت کیا کہ حضرت آپ اپنا تعارف تو فرمایئے۔ فرمایا کہ مجھے کفایت اللہ کہتے ہیں' مدرسہ امینیہ کا مدرس ہوں۔

اس وقت کا منظر بڑا عجیب تھا۔ ڈبے کے تمام ہم سفر مسلمانوں نے بھی یہ تمام گفتگو سنی تھی' بہت شکریہ ادا کیا اور ان دولتمند حضرات نے کہا کہ حضرت ہم تو مذبذب ہوگئے تھے۔ آپ نے بروقت ہماری دستگیری کی اور اپنی کوتاہی پر بڑے نادم ہوئے کہ دلی میں رہتے ہوئے ہم شرف ملاقات سے محروم تھے۔

ادھر قادیانی مولویوں کا یہ حال تھا کہ آپس میں ادھر ادھر کی باتیں کرنا بھی بھول گئے تھے۔

اس وقت غالباً" راقم الحروف کی عمر تیرہ چودہ برس کی تھی۔ (اور اب غفلت و معصیت کی اٹھاون منزلیں طے ہوچکی ہیں) افسوس کہ والد ماجد کی بحث اور محققانہ تقریر نہ تو میں سمجھ سکتا تھا نہ یاد رہ سکتی تھی۔ اتنا خوب یاد ہے کہ بحث تو کچھ زیادہ ہوئی ہی نہیں دو چار جملوں میں ہی قادیانی مولویوں کا کام تمام ہوگیا' البتہ بعد میں تقریر خاصی طویل اور مفصل تھی۔ واقعہ کا ایک خاکہ ذہن میں محفوظ تھا جو اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں تحریر کردیا ہے۔" (مفتی اعظم یاد ص ۱۰۳-۱۰۴)

ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہوچکا ہے۔

وہ کہنے لگی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ ہے؟

میں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے شر سے بچانے کے لئے زندہ و سلامت آسمانوں پر اٹھالیا تھا' اب وہ قرب قیامت میں نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ وغیرہ وغیرہ

وہ کہنے لگی کہ مرزا ہی عیسیٰ ہے۔

میں نے کہا کہ مرزا قادیان میں پیدا ہوا وہیں پرورش پائی اور وہیں زندگی گزاری جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صحیح احادیث میں آتا ہے کہ وہ شام کے شہر دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارے پر نازل ہوں گے۔ عصر کی نماز کا وقت ہوگا' سیڑھی لائی جائے گی' نیچے تشریف لائیں گے' لوگ کہیں گے آپ نماز پڑھایئے وہ فرمائیں گے "اما مکم منکم" (تمہارا امام تمہی میں سے ہے) پھر اس کے بعد وہ دجال کو قتل کریں گے' شادی کریں گے' ان کی وفات ہوگی' مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوں گے۔

دجال کی ساری علامات احادیث میں مذکور ہیں کہ وہ مشرق سے مغرب تک کا چکر لگائے گا بہت سے یہودی اس کے ساتھ ہوجائیں گے۔ اس کے ساتھ جنت و جہنم ہوگی۔ غرض بہت سی علامات گنوائی گئی ہیں' مرزا قادیانی میں ان میں سے ایک بات بھی نہیں پائی جاتی۔

کہنے لگی کہ وہ دجال جس کا عیسیٰ علیہ السلام مقابلہ کریں گے' وہ ایک سپر پاور کے روپ میں ہے اور ایک آنکھ سے کانا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حق سے آنکھ بند کئے ہوئے ہے۔

میں نے جواباً" کہا کہ عربی کا مسلمہ ضابطہ ہے کہ جب تک کسی لفظ کے حقیقی معنی مراد لئے جاسکتے ہوں اس وقت تک اس لفظ کے مجازی معنی مراد لینا جائز نہیں ہوتا' آپ کیوں اس کے حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجازی معنی کی طرف جارہی ہیں؟ نیز مرزا نے کونسی سپر پاور کا مقابلہ کیا؟ بلکہ وہ تو خود انگریز کا خودساختہ پودا تھا' انگریز کی حکومت کو رحمت الٰہیہ کہتا رہا اور اس کے مقابلہ میں جہاد کو حرام کہتا رہا' ساری زندگی انگریز کی وفاداری میں گزاری۔

کہنے لگی کہ وہ مہدی ہے۔

میں نے کہا کہ حضرت امام مہدی کے بارے میں بھی احادیث معتبر اسناد سے مروی ہیں کہ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے' والدہ کا نام آمنہ اور والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہوں گے اور اس خوف سے کہ مدینہ منورہ کے لوگ انہیں خلیفہ بننے پر مجبور نہ کریں وہاں سے مکہ مکرمہ چلے آئیں گے' وہاں طواف کررہے ہوں گے کہ اس زمانے کے اولیاء کرام انہیں پہچان لیں گے اور غیب سے ایک آواز آئے گی "ہذا خلیفۃ اللہ المہدی" (یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں) وغیرہ وغیرہ جبکہ مرزا مغل ہے۔ قادیان میں پیدا ہوا وہیں رہا مکہ مکرمہ کبھی دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوا' نہ کسی یہودی سے اس کا مقابلہ ہوا۔

کہنے لگی کہ حدیث میں آتا ہے کہ مسیح موعود کی عمر چھ سو سال ہوگی۔ یعنی ان کی خلافت چھ سو سال تک رہے گی' اب ان کا خلیفہ چہارم چل رہا ہے اور سب علامتیں بھی آہستہ آہستہ پوری ہوں گی۔

میں نے جواباً" کہا کہ یہ حدیث سرے سے

ثابت ہی نہیں۔

پھر اس لڑکی نے کچھ کتابیں لاکر دکھلائیں جو اس قسم کی بہت سی خرافات پر مشتمل تھیں' غرض بات چلتی رہی حتیٰ کہ آخر میں اس نے یہ طے کیا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں پیش کردہ احادیث اصل کتابوں سے باحوالہ دکھادی جائیں اور قادیانیوں کی طرف سے چھاپے گئے ایک پمفلٹ "ختم نبوت اور بزرگان امت" کا جواب دے دیا جائے تو میں قادیانیت سے تائب ہوکر مسلمان ہوجاؤں گی' ہم نے اس کی حامی بھرلی اور کہا کہ ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ رات کے بارہ بج چکے تھے' اس لئے ہم واپس چلے آئے' ہم نے اس لڑکی کے والد سے یہ بات کی کہ لڑکی تائب ہو یا نہ ہو آپ نے اس کا رشتہ اب اس لڑکے سے نہیں کرنا لڑکی کے والد صاحب نے اس سے اتفاق کیا۔ صبح کو میں اپنی کتابیں دیکھنے لگا کہ قادیانیت کے بارے میں کوئی کتاب ہو تو اس کا مطالعہ کروں ان کے متعلق مستقل کتاب تو کوئی نہ ملی البتہ انوار مدینہ میں (جو ہمارے جامعہ کا ماہانہ رسالہ ہے) گزشتہ پانچ ماہ سے حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحۃ" مع ترجمہ کے شائع ہورہی تھی۔ میں نے وہ سارے شمارے لاکر قاری صاحب کو دیئے کہ یہ اس لڑکی کو پہنچادیں' اور میں جامعہ چلا آیا۔ یہاں میں نے اپنے استاذ محترم مولانا نعیم الدین صاحب سے اس بات کا تذکرہ کیا تو وہ بھی بہت فکر مند ہوئے اور اس سلسلہ میں ہر طرح سے میری معاونت کی' میں نے ان سے کہا کہ عشاء کے بعد اس لڑکی سے فیصلہ کن بات ہونی ہے آپ بھی چلیں۔ اولاً" تو انہوں نے کہا کہ میں تمہیں تیاری کروادیتا ہوں' لہٰذا بات تم خود ہی کرو' لیکن جب میں نے اصرار کیا تو آپ نے چلنے کی حامی بھرلی' چنانچہ آپ میرے ساتھ عشاء کے بعد مکتبہ سے سیدھے گھر تشریف لائے کھانے وغیرہ سے فارغ ہوکر ہم قاری صاحب کی معیت میں حسب وعدہ ان صاحب کے گھر پہنچے گھنٹی بجائی تو وہ صاحب باہر آئے اور بڑی خوشی سے ملے اور میرے ہاتھ میں کتابیں دیکھ کر کہنے لگے کہ اب ان کی ضرورت نہیں وہ تو رات ہی کو ساری بات سمجھ گئی تھی اور مان گئی تھی' مزید آپ کی صبح کی بھیجی ہوئی کتابوں سے اس کو تسلی ہوگئی۔ اب وہ مطمئن ہے اب صرف اس کو مشرف بہ اسلام کردیجئے' ہمیں اس کے والد سے یہ خوشخبری سن کر بہت خوشی ہوئی۔ ہمیں ان صاحب نے بیٹھک میں بٹھایا اور وہ صاحب مع اپنے کنبہ کے بیٹھے' استاذ محترم نے انتہائی جامع الفاظ میں مختصر طور پر اور مشفقانہ انداز میں بات فرمائی۔ مضمون کی طوالت کے خوف سے ان کا پورا بیان تو نہیں لکھتا مختصراً" یہ کہ آپ نے پہلے عقیدہ کے مدار نجات ہونے کا ذکر کیا' پھر موجودہ پرفتن دور میں عقیدہ کی حفاظت کی اہمیت بیان کرکے فتنہ مرزائیت پر تفصیل سے بات فرمائی جس میں یہ نکتہ خاص طور پر سامنے رکھا کہ ہمیں حیات عیسیٰ اور ختم نبوت کی تشریح جو کہ علمی باتیں ہیں ان سے صرف نظر کرتے ہوئے پہلے اس بات کو سمجھنا چاہئے کہ کتاب و سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی شخصیت کے پہچاننے کا معیار اس شخصیت کے حالات زندگی ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کفار مکہ کے سامنے اپنی زندگی کو پیش کرکے فرمایا تھا **فقد لبثت فیکم عمراً" من قبلہ افلا تعقلون** دیکھو میں دعوائے نبوت سے پہلے تم میں اپنی زندگی کا ایک طویل ترین حصہ گزار چکا ہوں (میرے سارے حالات تم پر کھلے ہوں ہیں) ان حالات کو جاننے کے باوجود بھی تم نہیں سمجھتے (تو تم پر حیرت ہے) ہمیں اس معیار کے مطابق علمی بحثوں کو چھوڑ کر مرزا صاحب کے حالات زندگی دیکھنے چاہئیں۔ چنانچہ جب ہم ان کے حالات زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو ان کا نبی یا مہدی و مسیح یا مجدد ہونا تو بہت دور رہا ان کا معمولی درجہ کا مسلمان ہونا بھی نظر نہیں آتا وجہ یہ ہے کہ وہ جھوٹ بولنے کے عادی تھے جھوٹے دعوے اور جھوٹی پیشن گوئیاں کرنا ان کے لئے معمولی بات تھی' وہ دھوکہ دینے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے' چنانچہ انہوں نے براہین احمدیہ کی پچاس جلدیں لکھنے کے لئے مریدوں سے چندہ لیا اور صرف چار لکھ کر بس کردیا' جب ان کے مردوں نے مزید کا تقاضا کیا تو پانچویں جلد لکھ کر ان سے کہا کہ پانچ سے پہلے صفر لگاؤ پچاس ہوجائے گا۔ وہ گالیاں دینے کے عادی تھے' انہوں نے اپنے مخالفین کو ایسی ایسی غلیظ گالیاں دی ہیں کہ کسی بازاری آدمی سے بھی ان کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ کی سخت توہین کی ہے اسی پر بس نہیں' انہوں نے جناب کریم علیہ الصلوۃ والسلام **والتسلیم** اور دیگر انبیاء و صالحین کی بھی توہین کی ہے اور نہایت نازیبا کلمات سے ان کا تذکرہ کیا ہے' قرآن و حدیث کے معانی و مفہوم میں تحریف کی ہے وغیرہ وغیرہ دیکھئے یہ ایک کتاب مرزا صاحب کے حالات زندگی پر میں ساتھ لایا ہوں' یہ ان کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے لکھی ہے اور اس کا نام "سیرت المہدی" ہے۔ اس میں سے چند مقامات میں جناب کو پڑھ کر سناتا ہوں:

مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں:

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اول..... کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔" (سیرت المہدی ج ا' ص ۱۹)

موصوف آگے لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔" (سیرت المہدی ج ۲' ص ۵۵)

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب ہسٹریا اور مراق کے مریض تھے' آپ جانتے ہیں کہ ایسے مریض کی دماغی کیفیت کیا ہوتی ہے؟ اور اس سے کیسی کیسی حرکتیں سرزد ہوتی ہیں۔ چنانچہ اس کے چند نمونے اسی کتاب سے میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں' دیکھئے مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جسمانی عادات میں اتنے زیادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہوجاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی ہدیتاً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں' چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے' اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔" (سیرت المہدی ج ۲' ص ۵۸)

ڈاکٹر اسماعیل تو اسے عقیدت میں مرزا صاحب کی جسمانی سادگی سے تعبیر کررہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ مرزا صاحب کی اسی دماغی کیفیت کے اثرات ہیں کہ ان سے صحیح طرح جراب پاؤں میں نہیں ڈالی جاتی انہیں الٹے سیدھے جوتے کا پتہ نہیں چلتا اسی طرح انہیں یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ کھا کیا رہے ہیں۔

مرزا صاحب کے ایک مرید معراج الدین عمر قادیانی مرزا صاحب کے حالات میں لکھتے ہیں کہ "آپ کو میٹھا کھانے کا بہت شوق تھا اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی تھی تو گڑ کے ڈھیلے اور مٹی کے ڈھیلے ایک ہی جیب میں رکھتے تھے کیونکہ پیشاب آپ کو کثرت سے آتا' ڈھیلے استعمال کرنے کی نوبت پیش آتی' کبھی کبھی آپ گڑ سے استنجا کرلیتے اور مٹی کے ڈھیلے کھالیتے تھے۔" (مرزا صاحب کے حالات مرتبہ معراج الدین عمر قادیانی تتمہ براہین احمدیہ ج ۱' ص ۶۷)

اور سنئے مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں:

"کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ' صدری' ٹوپی' عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹے پر ٹانگ دیتے ہیں وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہوجاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔" (سیرت المہدی ج ۲' ص ۱۲۸)

غور کیجئے مرزا صاحب کی یہ تو حالت تھی اور دعوے تھے مہدیت' مسیحیت اور نبوت کے اسے ہم مالیخولیائی کیفیات کے اثرات نہ کہیں تو اور کیا کہیں؟ ایسا شخص نبی و مہدی تو بہت دور رہا معمولی درجہ کا بزرگ کہلانے کا مستحق بھی ہوسکتا ہے؟

مرزا صاحب کو افیون مرغوب تھی' اسی لئے وہ اس کی تعریف کرتے تھے اور بھنگ والی دوائیاں کھاتے تھے' چنانچہ مرزا بشیر احمد ڈاکٹر اسماعیل کے حوالے سے مرزا صاحب کی دوائیوں کی فہرست لکھتے ہوئے جن میں بھنگ بھی شامل ہے رقمطراز ہیں:

"فرمایا کرتے تھے کہ بھنگ غرباء کی مشک ہے اور فرماتے تھے کہ افیون میں عجیب و غریب فوائد ہیں اسی لئے اسے حکماء نے تریاق کا نام دیا ہے ان میں سے بعض دوائیں اپنے لئے ہوتی تھیں اور بعض دوسرے لوگوں کے لئے۔" (سیرت المہدی ج ۳' ص ۴۴)

مرزا صاحب کو قرآن کی بڑی سورتیں تک یاد نہ تھیں چنانچہ مرزا صاحب کے صاحبزادے لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن مجید کے بڑے بڑے مسلسل حصے یا بڑی بڑی سورتیں یاد نہ تھیں۔ بے شک آپ قرآن کے جملہ مطالب پر مگر حفظ کے رنگ میں قرآن شریف کا اکثر حصہ یاد نہ تھا۔" (سیرت المہدی ج ۳' ص ۴۴)

مرزا صاحب کی یہ حالت تھی کہ ان سے رمضان کے روزے رکھنا مشکل تھا' وہ روزہ رکھنے کے بجائے فدیہ دیا کرتے تھے۔

مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں:

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کردیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اس لئے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کردیا اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کردیا اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی

روزے نہیں رکھے' اور فدیہ ادا کردیا۔ الخ"

(سیرت المہدی ج ا' ص ۶۵)

مرزا صاحب نے زندگی بھر نہ حج کیا نہ اعتکاف کیا نہ زکوۃ دی دیکھئے مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا' اعتکاف نہیں کیا' زکوۃ نہیں دی' تسبیح نہیں رکھی۔" (سیرت المہدی ج ۳' ص ۱۱۹)

غور کیجئے کیا مہدی و مسیح کی یہی شان ہوتی ہے؟

مرزا صاحب کی نماز کا حال سنیں ان کی نماز کیسی تھی؟ مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی' ایسی کہ دم نہ آتا تھا' البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا' اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ رکھے رکھے نماز پڑھی تاکہ آرام سے پڑھ سکیں۔"

(سیرت المہدی ج ۳' ص ۱۰۳)

مرزا بشیر احمد مزید لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے' حضرت خلیفۃ المسیح اول بھی موجود نہ تھے' تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا' انہوں نے عرض کیا کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہروقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے میں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا حکیم صاحب آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہوجاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا' ہاں حضور' فرمایا کہ پھر ہماری بھی ہوجائے گی آپ پڑھائیے۔" (سیرت المہدی ج ۳' ص ۱۱۱)

ملاحظہ فرمایئے؟ کیا مہدی و مسیح کی نماز کی یہی شان ہوتی ہے؟

مرزا صاحب کو غیر محرم خاتون سے خدمت لینے اور تنہائی میں رہنے سے بھی عار نہ تھا' چنانچہ مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں رہی ہوں گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی' مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی' بلکہ خوشی سے دل بھرجاتا تھا' دو دفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے لیکر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقعہ ملا' پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوئی بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا' اسی طرح جب مبارک احمد صاحب بیمار ہوئے تو مجھ کو ان کی خدمت کے لئے بھی اسی طرح کئی راتیں گزارنی پڑیں۔"

(سیرت المہدی ص ۲۷۳' ج ۳)

یہ تو تھے مرزا صاحب کی زندگی کے مختصر حالات جو ان کے صاحبزادے کی لکھی ہوئی کتاب میں درج ہیں' اب اسی کتاب کے حوالے سے مرزا صاحب کی موت کی حالت بھی سن لیں' مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں:

"اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا' مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے' اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کردیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی' مگر ضعف بہت ہوگیا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی' جب آپ قے سے فارغ ہوکر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہوگئی۔"

(سیرت المہدی ج ا' ص ۱۱)

اس سے معلوم ہورہا ہے کہ مرزا صاحب ہیضہ کے مرض میں اور ایسی بری حالت میں مرے تھے' العیاذ باللہ

استاذ محترم مولانا نعیم الدین صاحب بڑے تسلسل کے ساتھ یہ حوالے اس لڑکی اور اس کے گھر والوں کو سنا رہے تھے اور وہ سب یہ حوالے حیرت سے سنتے جاتے تھے اور مرزا پر لعنت بھیجتے جاتے تھے' آخر میں استاذ محترم نے اس لڑکی سے پوچھا کہ اب آپ کا کیا خیال ہے؟ وہ بولی کہ اب میری تسلی ہوگئی ہے' مجھے قطعاً" ان باتوں کا علم نہیں تھا میں مرزائیت سے توبہ کرتی ہوں' اس کے بعد استاذ محترم نے اس لڑکی کو مشرف بہ اسلام کیا اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ آئندہ ختم نبوت کی مبلغہ بنے گی اور چند کتابیں ہدیتاً" دیں اور آخر میں دعا فرمائی' ہم لوگ خوشی خوشی ان کے گھر سے واپس آئے' اس لڑکی کے والدین اور بھائیوں نے ہمارا انتہائی شکریہ ادا کیا' اس سارے واقعہ کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ والدین اپنی اولاد کی طرف توجہ دیں اور انہیں ایسی آزادی نہ دیں جس سے ان کے اخلاق خراب ہونے کے ساتھ ساتھ دین بھی برباد ہوجائے۔

○

حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب (مدینہ منورہ)

حقوق العباد کی فکر کیجئے

بہت سے دینداری کے مدعی مرنے والے بھائی کی جائیداد سے اس کی بیوی کو حصہ نہیں دیتے بلکہ اسے مجبور کرتے ہیں کہ تو ہمارے ساتھ نکاح کرلے' وہ بچاری مجبوراً" نکاح کرلیتی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے شریعت کی پاسداری کرلی۔ حالانکہ نکاح کرلینے سے اس کے شوہر کی میراث سے جو شرعاً" حصہ اس کو ملا ہے اس کو دبالینا پھر بھی حلال نہیں ہوتا۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر عورت کو جائیداد میں حصہ دے دیا گیا تو ہماری زمین کا حصہ دوسرے خاندان میں چلا جائے گا۔ اگر چلا ہی گیا تو کیا ہوا' بیوہ عورت کا مال مارنے اور آخرت کے عذاب سے تو بچ جائیں گے۔

بہت سے علاقوں میں رواج ہے کہ میت کے ترکہ میں سے اس کی لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے بلکہ بھائی ہی دبا بیٹھتے ہیں جو سراسر ظلم کرتے ہیں اور حرام کھاتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ اپنا حق مانگتی نہیں ہیں اور معاف کرانے سے معاف بھی کردیتی ہیں۔

واضح رہے کہ حق نہ مانگنا دلیل اس بات کی نہیں کہ انہوں نے اپنا حق چھوڑ دیا ہے۔ اور جیسی جھوٹی معافی ہوتی ہے۔ اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے' کیونکہ وہ جانتی ہیں کہ ہم کو ملنا تو ہے ہی نہیں۔ لہٰذا معاف ہی کردیتی ہیں اور اپنا حق طلب کرنے سے خاموش رہتی ہیں۔ اگر ان کا حصہ بانٹ کر ان کے سامنے رکھ دیا جائے کہ لو یہ تمہارا حصہ ہے اور جائیداد کی آمدنی جتنی اس کے حصہ کی ہو ان کو دے دی جائے اور وہ اس کے باوجود معاف کردیں تو معافی کا اعتبار ہوگا' مجبوراً رسمی معافی کا اعتبار نہیں۔

بعض لوگ نفس کو یوں سمجھا لیتے ہیں کہ زندگی بھر ان کو ان کی سسرال سے بلائیں گے' بچوں سمیت آئیں گی' کھائیں گی' جئیں گی۔ اس سے ان کا حق ادا ہوجائے گا۔ یہ سب خود فریبی ہے' اول تو ان پر اتنا خرچ نہیں ہوتا جتنا میراث میں ان کا حصہ نکلتا ہے۔ دوسرے صلہ رحمی کرنا ہے تو اپنے پیسے سے کرو۔ پیسہ ان کا اور احسان آپ کا کہ ہم نے بہن کو بلایا ہے اور خرچ کیا ہے' یہ کیا صلہ رحمی ہوئی؟ تیسرے ان سے معاملہ کردیا اس سودے پر وہ راضی ہیں' یکطرفہ فیصلہ کیسے فرمالیا؟

اسی طرح مہر کو بھی سمجھو کہ رسمی طور پر بیوی کے معاف کردینے سے معاف نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ اپنے نفس کی خوشی سے معاف نہ کرے۔ اگر اس نے یہ سمجھ کر زبانی طور پر معاف کردیا کہ معاف کروں یا نہ کروں' ملنا تو ہے ہی نہیں تو اس معافی کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

قرآن شریف میں ارشاد ہے:

فان طبن لکم عن شیٔ منه نفسا فکلوه هنیئا مریئا۔ (سورہ نساء)

ترجمہ: "سو اگر تمہاری بیویاں نفس کی خوشی سے کچھ مہر چھوڑدیں تو تم اس کو مرغوب اور خوشگوار سمجھتے ہوئے کھاؤ۔"

اس بارے میں بھی یہی صورت کریں کہ ان کا مہر ان کے ہاتھ میں دیدیں' پھر وہ اپنی خوشی سے بخشدیں اس کو بے تکلف قبول کرلیں۔

لڑکیوں کی شادی کردی جاتی ہے اور ان کا مہر والد یا دوسرا کوئی ولی وصول کرلیتا ہے۔ وصول کرلینا اور اس کی ملکیت جانتے ہوئے محفوظ رکھنا' یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن لڑکی سے پوچھے بغیر اس کے مال کو اپنے تصرف میں لانا اور اپنا ہی سمجھ لینا پھر اس کو کبھی بھی نہ دینا یا اوپر کے دل سے جھوٹی معافی کرالینا' یہ حلال نہیں ہے۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ صاحب شادی میں جو ہم نے خرچ کیا ہے اس کے عوض یہ رقم ہم نے وصول کرلی' یا جہیز میں لگادی' حالانکہ والد یا کوئی ولی رواجی اخراجات کرتا ہے۔ عموماً" یہ سب کچھ نام کے لئے ہوتا ہے' اور بہت سے کام شریعت کے خلاف بھی ہوتے ہیں۔ گانا بجانا اور طوائف کے ناچ رنگ ہوتے ہیں۔ جہیز بھی دکھاوے کے لئے دیا جاتا ہے اور وہ چیزیں جہیز میں دی جاتی ہیں جو زندگی بھر کبھی کام نہ آئیں۔ سب جانتے ہیں کہ خلاف شرع دکھلاوے کے لئے تو اپنا مال خرچ کرنا بھی حرام ہے۔ پھر بے زبان لڑکی کا مال اس طرح کرنا کیسے حلال ہو سکتا

ہے؟ جو کچھ خرچ کریں موافق شرع خرچ کریں۔ اور وہ بھی اپنے مال سے' نہ کہ لڑکی کے مہر سے' اس کے مال سے خرچ کرنا بلا اس کی اجازت کے ظلم ہے۔ اس سے پوچھتے تک نہیں' اور اس کا مال اڑا دیتے ہیں۔

اگر کوئی صاحب یہ کہیں کہ وہ خاموش رہتی ہے' یہی اجازت ہے' تو یہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ رواجی خاموشی مالیات کے بارے میں معتبر نہیں ہے۔ اس کی رقم اس کو دے دو اور اس پر کسی قسم کا جبر نہ ہو اور بدنامی اور رواج کا ڈر نہ ہو پھر بھی وہ خوشی سے جو کچھ آپ کو دیدیں اس کو اپنا سمجھ سکتے ہیں۔

اور یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ شرعاً" شادی میں کوئی خرچہ نہیں ہے۔ ایجاب و قبول سے نکاح ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد رخصت کردو۔ سواری کا خرچ شوہر دے گا جو اپنی بیوی کو لے جائے گا۔ لڑکی یا اس کے ولی کے ذمہ کچھ بھی خرچ نہیں آتا' رواجی بکھیڑوں اور نام و نمود کے قصوں نے خلاف شرع کاموں پر لگا رکھا ہے۔

یوں کہنے والے بھی ملتے ہیں کہ ہم نے پیدائش سے لیکر آج تک خرچ کیا ہے وہ ہم نے وصول کرلیا۔ یہ بھی جاہلانہ جواب ہے کیونکہ شرعاً" آپ پر اس کی پرورش واجب تھی اس لئے آپ نے اپنا واجب ادا کیا۔ جس کی ادائیگی اپنے مال سے واجب تھی' اس کا عوض وصول کرنا خلاف شرع ہے بلکہ خلاف محبت ہے' اور خلاف شفقت بھی ہے' گویا جو کچھ آپ اس کی پرورش پر خرچ کرتے آئے ہیں وہ ایک...... سودے بازی ہے' اور ہے بھی بلا حساب جس کی لکھا پڑھا کچھ نہیں' پندرہ بیس سال خرچ کرکے اس کے مال سے وصول کرلیں گے۔ ادھار خرچ کرکے بعد میں وصول کرلینا یہ تو غیر بھی کردیتے ہیں۔ آپ نے اپنی اولاد کے ساتھ کونسا سلوک کیا؟

بغیر بلائے کسی دعوت میں پہنچ کر کھالینا حلال نہیں ہے' اگر مروت اور لحاظ کی وجہ سے کوئی منع نہ کرے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس خاموشی کو اجازت سمجھ لینا صریح غلطی ہے اور خود فریبی ہے۔ اگر کوئی شخص چار آدمی بلائے اور پانچواں بھی ساتھ چلا جائے اور صاحب خانہ لحاظ میں کچھ نہ کہے' تو زائد آدمی کا کھالینا حرام ہے۔

بعض لوگ مذاق میں کسی چیز کو لیکر چل دیتے ہیں' اور پھر بچ رکھ لیتے ہیں حالانکہ جس کی ملکیت ہوتی ہے وہ خوشی سے اس کو دینے پر راضی نہیں ہوتا' لہٰذا اس طرح لینا حرام ہے اگرچہ صاحب خانہ لحاظ میں خاموش رہ جائے۔

عموماً" رواج ہے کہ کسی کے مرجانے پر اس کے مال سے فقراء اور مساکین کی دعوت کرتے ہیں اور اس کے کپڑے وغیرہ خیرات کی نیت سے دے دیتے ہیں۔ حالانکہ ترکہ تقسیم کئے بغیر ایسا کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اول تو سب وارث بالغ نہیں ہوتے اور جو بالغ ہوں ان سب کا موجود ہونا ضروری نہیں۔ ان میں بہت سے سفر میں یا ملازمتوں پر پردیس میں ہوتے ہیں۔ مشترک مال میں سب کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا درست نہیں ہے اور رسمی طور پر رواجی اجازت کا اعتبار نہیں ہے۔ مال تقسیم کرکے ہر ایک وارث کا حصہ اس کے حوالہ کردو' پھر وہ اپنی خوشی سے جو چاہے ایصال ثواب کے لئے شریعت کے مطابق بلا ریا کاری کے خرچ کردے۔

اور یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ نابالغ کی اجازت شرعاً" معتبر نہیں ہے اگرچہ وہ اپنے نفس کی خوشی سے اجازت دے دے۔

ہمارے ایک استاذ ایک تحصیل دار کا قصہ سناتے تھے کہ جب وہ حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے مرید ہوئے اور دینی حالت سدھرنے لگی اور آخرت کی فکر نے ادائیگی حقوق کی طرف متوجہ کیا تو انہوں نے اپنے زمانہ تعیناتی میں رشوتیں لی تھیں ان کو یاد کیا اور حساب لگایا' عموماً" متحدہ پنجاب کے تحصیلوں میں وہ تحصیل داری پر مامور رہے تھے اور جن لوگوں سے رشوتیں لی تھیں ان میں زیادہ تر سکھ قوم کے لوگ تھے' انہوں نے تحصیلوں میں جاکر مقدمات کی فائلیں نکلوائیں اور ان کے ذریعہ مقدمات لانے والوں کے پتے لئے' پھر گاؤں گاؤں ان کے گھر پہنچے اور بہت سوں سے معافی مانگی اور بہت سوں کو نقد رقم دے کر سبکدوشی حاصل کی' ان تحصیل دار صاحب سے ہمارے استاذ محترم کی خود ملاقات ہوتی تھی۔ اور انہوں نے اپنا یہ واقعہ ان کو خود سنایا تھا۔

ممکن ہے کہ بعض حضرات یہ سوال کریں کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے حقوق تو مارلئے اور جو ہونا تھا ہوچکا اب ان کے پاس پیسے نہیں لہٰذا حقوق کس طرح ادا کریں اور بہت سے لوگوں کے پاس پیسے تو ہیں لیکن اصحاب حقوق یاد نہیں اور تلاش کرنے سے بھی نہیں مل سکتے ان کے پہنچانے کا کوئی راستہ نہیں مل سکتا' ان کو پہنچانے کا کوئی راستہ نہیں اب یہ لوگ کیا کریں؟

اس کے بارے میں عرض ہے کہ اللہ کی شریعت میں اس کا حل بھی موجود ہے' اور وہ یہ کہ جو اصحاب حقوق معلوم ہیں ان سے جاکر یا بذریعہ خطوط معافی مانگیں اور ان کو بالکل خوش کردیں جس سے اندازہ ہوجائے کہ انہوں نے حقوق معاف کردیئے اگر وہ معاف نہ کریں تو ان سے مہلت لے لیں اور تھوڑا تھوڑا کما کر اور آمدنی سے بچاکر ادا کریں اور اگر ادائیگی سے پہلے ان میں سے فوت ہوجائے تو اس کی اولاد کو باقی ماندہ حق پہنچادیں۔

اہل حقوق میں سے جو لوگ زندہ ہوں لیکن

ان کا پتہ معلوم نہ ہو تو ان کی طرف سے ان کے حقوق کے بقدر مسکینوں کو صدقہ دیدیں' جب تک ادائیگی نہ ہو صدقہ کرتے رہیں' اور تمام حقوق والوں کے لئے خواہ مالی حقوق ہوں خواہ آبرو کے حقوق ہوں' بہرحال دعائے خیر اور استغفار ہمیشہ پابندی سے کریں۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس سرہ نے اپنی آپ بیتی میں لکھا ہے کہ حضرت حکیم الامت قدس سرہ کے والد کی دو بیویاں تھیں اپنے والد کی وفات کے بعد انہیں خیال آیا کہ ان بیویوں کے مہر ادا نہیں ہوئے تھے۔ دونوں بیویاں بھی وفات پاچکی تھیں حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے ان کے رشتہ داروں کا پتہ چلایا اور ان میں سے جس جس کو میراث پہنچ سکتی تھی سب کو ان کا حق پہنچایا ان میں جو وفات پاگئے تھے۔ ان کی اولاد کو تلاش کیا اور حق دیا ان میں سے ایک بیوی کاندھلہ کی تھیں ان کے کسی عزیز کے حساب میں دو پیسے نکلتے تھے حضرت والا نے مجھے (یعنی حضرت شیخ کو) وکیل بنایا تاکہ ان کا حق پہنچاؤں' اصل بات یہ ہے کہ عام طور سے آخرت کی فکر ہی نہیں رہی۔ دل کی لگی بری ہوتی ہے اگر فکر ہوجائے جسے واقعی فکر کہتے ہیں اور دوزخ کی آگ کا یقین ہوجائے تو نیند ہی نہ آئے جب تک کہ حقوق العباد ادا نہ کردے' فکر تو بعد کی بات ہے یقین ہی کچا ہے جو یقین کہنے کے لائق نہیں اس لئے حقوق کی ادائیگی اور ادائیگی فرائض و واجبات اور اجتناب محرمات کی طرف توجہ نہیں۔ (وباللہ التوفیق)

بعض ایسے امور ہیں جس سے عموماً" لوگ غفلت برتتے ہیں۔

○ جس کسی نے اپنا مال تھوڑا ہو یا بہت' خواہ کسی بھی جنس سے ہو' کسی کے پاس حفاظت کے لئے رکھدیا' یہ مال اس کے پاس امانت ہے' اسے خوب اچھی طرح حفاظت سے رکھے' اور امانت رکھنے والا جب مانگے تو دیدے' اگر دینے سے انکار کردیا اور وہ ہلاک ہوگئی تو اس کا ضمان لازم ہوگا۔

○ امانت کی چیز اگر خرچ کرلے یا ہلاک کردے تب بھی ضمان لازم ہوگا۔

○ اگر کوئی شخص کسی سے عاریتاً" (مانگے کے طور پر) لی۔ پھر ہلاک کردی تو اس کا بھی ضمان لازم ہوگا۔

○ اگر کوئی مہمان یا گاہک گھر یا دکان پر اپنی کوئی چیز بھول جائے تو وہ امانت ہے' اس کا خرچ کرلینا جائز نہیں' صاحب مال کے آنے کا انتظار کرے اور آنے جانے والوں سے تلاش بھی کروائے اور پتہ چلوائے کہ یہ شخص کہاں ہے' جب نام یاد ہوجائے تو اس کی طرف سے صدقہ کردے لیکن اگر وہ کبھی آگیا اور صدقہ پر راضی نہ ہوا تو اس کی قیمت ادا کرنا واجب ہوگا' اور صدقہ اپنی طرف سے ہوجائے گا۔

○ اگر کوئی شخص کوئی گری پڑی چیز کہیں پالے تو مالک کو پہنچانے کی نیت سے اٹھاسکتا ہے اور اگر ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہو تو اٹھانا واجب ہے۔ اٹھالینے کے بعد اعلان کرے کہ کسی کی کوئی گری پڑی چیز ہو تو لے لے۔ جس جگہ چیز ملی ہے اس کے قریب جو آبادیاں ہوں ان میں اعلان کرے اور اتنے عرصہ اعلان کرے کہ یقین ہوجائے کہ مالک نہیں آئے گا۔ اس کے بعد مالک کی طرف سے مستحقین' زکوۃ کو صدقہ کردے۔ اگر خود صاحب نصاب نہیں تو اپنے اوپر بھی خرچ کرسکتا ہے لیکن ہر صورت میں اگر صاحب مال آگیا تو مال کی قیمت ادا کرنا لازم ہوگا' اور صدقہ کا ثواب صدقہ کرنے والے کو مل جائے گا' جب کوئی چیز اٹھائے تو گواہ بنالے کہ حفاظت کرنے کے لئے اور مالک تک پہنچانے کے لئے اٹھا رہا ہوں اگر اس جگہ گواہ نہ ملیں تو آبادی میں پہنچ کر گواہ بنالے کہ یہ چیزیں مالک تک پہنچانے کے لئے اٹھالایا ہوں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ لوگ چوری کرنے یا غصب کرنے کی تہمت نہ رکھیں گے۔

اگر کوئی ایسی چیز پڑی ملی یا کوئی شخص دکان یا گھر پر چھوڑ کر چلا گیا جو زیادہ دیر باقی نہیں رہ سکتی' جب خراب ہونے لگے تو اس کو صدقہ کردے' زیادہ انتظار کی ضرورت نہیں' البتہ اس سے پہلے اعلان جاری رکھے۔

○ اگر کوئی شخص قرض دیکر بھول جائے یا لحاظ کی وجہ سے طلب نہ کرے' یا گواہ نہ ہونے کی وجہ سے دعوی نہ کرسکے' یا کسی بھی طرح کسی کی کوئی چیز اپنے قبضہ میں آجائے اور صاحب مال کو اس کا علم نہ ہو تب بھی اس کا پہنچانا اور ادا کرنا واجب ہے۔

○ حکومتوں کے قانون کی آڑ میں کسی کا حصہ میراث دبالینا حرام ہے' نیز جسے شرعاً" حصہ نہ پہنچتا ہو اس کو کسی حکومت کے قانون کی وجہ سے حصہ لینا بھی حرام ہے۔ مثلاً" پوتے کو چچا کی موجودگی میں دادا کی میراث شرعاً" نہیں پہنچتی مگر جو حکومتیں شریعت کے خلاف چلتی ہیں وہ دلادیتی ہیں' ان کے دلادینے سے لے لینا حلال نہیں ہوگا۔

○ اگر کوئی شخص وفات پاگیا اور اس کا کوئی قرض کسی کی طرف ہے یا مرنے والے کا اور کوئی مال کسی طرح قبضہ میں آیا ہوا ہے۔ مثلاً" اس نے امانت رکھی تھی یا چوری کرکے اس کا مال لے لیا تھا' تو اس کو وارثوں تک اس کا پہنچانا فرض ہے جیسا کہ اس کی زندگی میں خود اس کو دینا فرض تھا۔

○ اوقاف کے مال اور عمارات سب امانت ہوتے ہیں' وقف کرنے والوں کی شرطوں کے خلاف تصرف کرنا خیانت ہے بہت سے لوگ جن کا اوقاف پر قبضہ ہوتا ہے ایسے لوگوں پر بھی اوقاف کا مال خرچ کردیتے ہیں۔ جن پر واقف کی شرائط کے اعتبار سے خرچ کرنا جائز نہیں ہوتا۔ یا

باقی ص ۲۳ پر

بابو شفقت قریشی سہام

زیارتِ مدینہ منورہ کے آداب اور ضروری معلومات

مدینہ منورہ کا شہر مکہ مکرمہ سے شمال کی جانب واقع ہے۔ آج کل شاہراہ ہجرہ دونوں مقدس شہروں کو ملاتی ہے' جدہ سے براہ راست بھی مدینہ منورہ سڑک جاتی ہے البتہ عازمین عمرہ و حج پہلے مکہ مکرمہ میں عمرہ ادا کرکے پھر مدینہ منورہ جاتے ہیں۔ عازمین حج کو پہلے ہر حال میں شیڈول پروگرام کے تحت مکہ مکرمہ پہنچنا ہوتا ہے اگر ۲۵ ذی قعدہ سے پہلے پہنچیں تو عمرہ کرنے کے فوراً بعد سرکاری ٹرانسپورٹ سے مدینہ بھیجا جاتا ہے جہاں آٹھ دن قیام کے بعد نویں روز مکہ مکرمہ کے لئے واپسی ہوتی ہے اور ۲۵ ذی قعدہ کے بعد پہنچنے والے عمرہ ادا کریں حج تک مکہ مکرمہ میں ہی رہتے ہیں اور جب واپسی میں تقریباً" بارہ دن باقی رہ جاتے ہیں تو پھر سرکاری ٹرانسپورٹ کے ذریعہ مدینہ منورہ پہنچتے ہیں اور آٹھ دن قیام کے بعد جدہ روانہ ہوجاتے ہیں۔ چند برس پہلے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے راستے میں بدر کا میدان آتا تھا لیکن شاہراہ ہجرہ کا راستہ دوسرا ہے یعنی اسی راستہ نبی پاکؐ نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی تھی۔ چونکہ بغیر پاسپورٹ مدینہ منورہ جانا ناممکن ہوتا ہے اس لئے مدینہ منورہ زیارت کے لئے مکتب جسے پہلے معلم کہا کرتے تھے کی مرضی کے بغیر سفر کرنا غیر قانونی تصور ہوتا ہے۔ حج سے پہلے مدینہ منورہ کی حاضری کے لئے جانے والے خوش نصیبوں کو چاہئے کہ باقی سامان مکہ مکرمہ میں ہی چھوڑدیں اور احرام کی چادریں اور تھوڑا سا سامان آٹھ دن کی ضروریات کے لئے پاس رکھیں۔ ۸ روز قیام کے بعد نویں دن مکہ مکرمہ کے لئے سرکاری بسوں پر واپسی ہوگی اور ذوالحلیفہ کی میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کرکے احرام کھول دیا جائے گا اور پھر ۸ ذوالحجہ کو ازسرنو حج کے لئے احرام باندھا جائے گا۔ حج کے بعد مدینہ منورہ جانے والے حجاج کو چاہئے کہ زم زم سمیت پورا سامان لے کر جائیں کیونکہ ان کی واپسی نویں دن مکہ مکرمہ کے بجائے جدہ کے لئے ہوگی۔ شاہراہ ہجرہ خوبصورت ترین دورویہ سڑک ہے جس کے دونوں جانب تھوڑے تھوڑے فاصلے پر پیٹرول پمپ' مسجد' ٹائلٹ' جنرل اسٹور اور ہوٹل موجود ہوتے ہیں۔ باوجود راستہ اجاڑ بیابان مقام کے اشیاء کے نرخ وہی ہوتے ہیں جو شہروں کے جنرل اسٹور پر ہوتے ہیں۔ سڑک کے دونوں جانب آبادی کے آثار بہت کم دکھائی دیتے ہیں۔ حادثات کی روک تھام کے لئے سڑک کے دونوں جانب حفاظتی تاریں لگادی گئی ہیں تاکہ اونٹ یا کوئی جنگلی جانور سڑک پر آکر گاڑی سے نہ ٹکراسکے۔ جہاں کہیں بھی کراس پڑتا ہے وہاں اوور ہیڈ برج بنادیا گیا ہے تاکہ گاڑیوں کی تیز رفتاری کے باعث کوئی حادثہ نہ ہوسکے۔ گاڑیوں کی تیز رفتاری' حادثات' گاڑیوں کی خرابی کی صورت میں کرین کی فراہمی اور زخمیوں کی ابتدائی طبی امداد کے لئے ڈسپنسریاں قائم کی جاتی ہیں اور ٹریفک کے پورے نظام کو سیٹلائٹ سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ سعودی عرب ٹرانسپورٹ کمپنی کی بسیں پانچ گھنٹوں میں مدینہ پہنچاتی ہے اور اس کا کرایہ ۵۵ ریال ہوتا ہے لیکن اس پر حجاج سفر نہیں کرسکتے کیونکہ ان کے پاس پاسپورٹ نہیں ہوتے۔ پرائیوٹ گاڑی ساڑھے تین گھنٹے لگاتی ہے جبکہ حجاج کی بسیں ۸ سے ۱۲ گھنٹے تک لگاتی ہیں اور صرف رات کو چلتی ہیں اس میں ڈرائیوروں کے سونے کا وقت بھی شامل ہوتا ہے۔ مسجد نبوی کے مینار مدینہ منورہ پہنچنے سے بہت پہلے ہی نظر آنے شروع ہوجاتے ہیں لیکن شہر کے قریب پہنچ کر بسیں بائیں جانب مڑجاتی ہیں اور ضروری کارروائیاں مکمل ہونے کے بعد مدینہ منورہ شہر میں داخل ہوتی ہیں۔

دو برس پہلے حجاج کی تمام بسیں عنبریہ کے بس اسٹینڈ پر جاکر رکتی تھیں جہاں سے پاسپورٹوں پر ضروری اندراج کے بعد دلیل کا نمائندہ سوار ہوتا تھا۔ لیکن آج کل مدینہ شہر سے باہر ایک عظیم الشان وسیع و عریض بسوں کا اڈہ تعمیر کیا گیا ہے' جہاں پر پاسپورٹوں کا اندراج وغیرہ ہوتا ہے۔ مکہ مکرمہ سے چند کلومیٹر پہلے بسوں کے اڈے کو خط سریع کہتے ہیں اسی نسبت سے مدینہ منورہ سے چند کلومیٹر پہلے اڈے یا چوکی کو خط ہجرہ کہتے ہیں جہاں ضروری کارروائی مکمل ہونے کے بعد آج کل دلیل کا نمائندہ رہنمائی کے لئے سوار ہوتا ہے اور ڈرائیور سے حجاج کے پاسپورٹ لے کر ادلاء کے دفتر میں جمع کراتا ہے اور پھر پہلے سے حاصل کی گئی رہائش تک حجاج کو پہنچانے میں مدد کرتا ہے۔ مدینۃ الرسول ﷺ میں داخل ہوتے وقت اس کی حرمت کو دل میں جگہ دینی چاہئے۔ اس کی عظمت کو مدنظر رکھنا نہایت ضروری ہے یہ وہی شہر ہے جس کو آپ ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے دار ہجرت کے طور پر پسند فرمایا تھا۔ مدینہ شہر وحی اور قرآن کے نزول کی جگہ اور ایمان اور احکام شریعت کا منبع ہے۔ اس شہر کے چپہ چپہ کو رسول

باقی صفحہ ۲۳ پر

مطیع الرحمٰن عوف ندوی

فتنۂ قادیانیت اور تحریکِ ندوۃ العلماء

فتنہ قادیانیت جو رفتہ رفتہ بہار و پنجاب کے ساتھ ساتھ پورے برصغیر میں اپنی جڑیں مضبوط کرتا جارہا تھا اور عالم اسلام کے اندر بھی لوگوں میں اس سلسلہ میں بے چینی اور کرب نظر آ رہا تھا۔ اس سلسلہ میں یوں تو تمام ارکان ندوہ فکر مند تھے لیکن ان میں سرفہرست بانی ندوۃ العلماء مولانا مونگیری کی شخصیت تھی' مولانا نے اپنی پوری زندگی قادیانیت کے لئے وقف کردی تھی ان کا سب سے بڑا کارنامہ قادیانیت کا مقابلہ اور سرکوبی ہے۔ انہوں نے قادیانیت کی تردید میں سو سے زائد کتابیں لکھیں اور رسائل تصنیف کئے ۱۹۰۲ء میں ایک رسالہ تحفۃ الندوہ کے نام سے مرزا نے لکھا اس کے مخاطب بالخصوص ندوہ کے علماء و ارکان اور بالعموم تمام علماء تھے۔ جو ندوہ کے اجلاس امرتسر منعقدہ ۱۹۰۲ء میں شریک تھے اس میں مرزا صاحب نے بہت کھل کر اور وضاحت کے ساتھ اپنے خیالات ظاہر کئے۔ مولانا محمد علیؒ نے اس وقت اس کی تردید کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہ کی اور اس مسئلہ پر زیادہ توجہ نہ دے سکے' لیکن اس کے بعد مولانا نے متعدد رسائل اس موضوع پر لکھے اور مختلف علاقوں میں خطوط اور مراسلے روانہ کئے مولانا کے ان خطوط اور مکاتیب نے اتنا کام کیا کہ بعض اوقات قادیانی مبلغ یہ علم ہوتے ہی کہ مولانا کے رسائل کی فلاں جگہ عام اشاعت ہورہی ہے' وہ جگہ چھوڑ کر چلے گئے اور جب وہاں بھی ان رسائل نے ان کا تعاقب کیا تو کسی تیسری جگہ پناہ لینی پڑی' یہاں تک نوبت آئی کہ مولانا کا نام ہی قادیانیوں کی شکست کا رمز بن گیا۔(سیرت مونگیری ص ۲۵)

قادیانیوں نے بہار و پنجاب پر بطور خاص یورش کی اور اخبارات و رسائل کے ذریعہ قادیانیت کی تبلیغ شروع کی تو اس وقت ان رسائل کی تعداد تقریباً" ۲۶ ہزار تھی۔ مولانا مونگیری اس صورتحال سے بے چین ہوکر باقاعدہ بہار میں اقامت پذیر ہوگئے اور اپنی ساری صلاحیتوں کے ساتھ میدان میں اتر آئے اور پوری زندگی اس کے لئے قربان کردی اور اپنے تمام مریدین اور رفقاء و اہل تعلق کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی اور صاف صاف کہا کہ جو اس معاملہ میں میرا ساتھ نہیں دے گا میں اس سے ناخوش ہوں۔(ایضاً")

مولانا نے اپنی خانقاہ میں خاص اسی مقصد کے لئے ایک پریس بھی قائم کیا' چونکہ دہلی اور کانپور سے طبع کرواکے مونگیر لانے اور اشاعت کرنے میں خاصا وقت صرف ہوتا تھا اس لئے اس پریس سے اور کتابوں کے علاوہ تقریباً" سو کتابیں شائع ہوئیں۔ جو سب مولانا کے قلم سے ہیں۔ ان کتابوں کو مولانا اکثر تقسیم کرتے تھے اور قادیانیت کے مقابلہ کے لئے اس قدر اہتمام کرتے تھے اور کہا کرتے تھے "اتنا لکھو اور اس قدر طبع کراؤ اور اس طرح تقسیم کرو کہ ہر مسلمان جب صبح سوکر اٹھے تو اپنے سرہانے وہ رد قادیانیت کی کتاب پائے۔" (سیرت مولانا سید محمد علی مونگیری ص ۲۶)

مولانا نے نواح دکن کے علاوہ نظام حیدر آباد کے استاد مولانا انوار اللہ خاں صاحب کو ایک مفصل مکتوب میں اس جانب توجہ دلائی اور بڑی حکمت عملی کے ساتھ حیدر آباد سے اس زہر کو ختم کیا۔

بہار میں بہت سی مساجد پر بھی قادیانیوں نے قبضہ کر رکھا تھا اور مسلمانوں نے صبر کرلیا تھا' لیکن مولانا کی پشت پناہی سے قادیانیوں کو ان مسجدوں سے بے دخل کیا گیا جن کو بڑے مقدمات کے بعد بھی لوگ بازیاب نہ کراسکے تھے۔

مولانا کی ان مساعی جمیلہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ پورے ملک سے قادیانیت کا صفایا ہوگیا اور وہ زہر جو بہار' پنجاب' بنگال' مدراس' بمبئی' گجرات' حیدر آباد' ڈھاکہ' نواکھالی میں زور و شور کے ساتھ پھیلا جارہا تھا اور پورے پورے علاقوں کو متاثر کئے جارہا تھا مولانا کی ذاتی اور اجتماعی مساعی سے ان تمام علاقوں سے تحریک قادیانیت کے پنجے اکھڑ گئے اور ایک بڑا علاقہ نعوذباللہ مرتد ہونے سے محفوظ رہا' یہ قادیانیت

کے طفولیت کا دور تھا' اور اس دور میں اس پسپائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بعد ہزار ہا وسائل اور فریب کے باوجود یہ تحریک زیادہ اثر انداز نہ ہو سکی۔

برصغیر سے اس تحریک کو کافور کرنے میں تو مولانا کی مساعی کو فراموش ہی نہیں کیا جاسکتا لیکن جب عرب ممالک تک قادیانیت کی سن گن پہنچی تو عرب علماء قادیانیت کے سلسلہ میں واقفیت کے لئے بے چین ہوگئے۔ چونکہ انہیں اس فتنہ کے سلسلہ میں مکمل معلومات فراہم نہیں ہو پارہی تھیں' ایسے نازک موقع پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ نے عربی زبان میں قادیانیت پر ایک مضمون تیار کیا جو متعدد عربی مجلات و رسائل میں شائع ہوا لیکن تقاضا تھا کہ اس موضوع پر باقاعدہ عربی زبان میں ایک کتاب شائع ہو تاکہ عرب اس نئے فتنے سے بخوبی واقف ہو سکیں۔ ۱۹۵۷ء میں پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام لاہور میں مذاکرات اسلامی کے وقت عرب علماء کے اندر قادیانیت کے سلسلہ میں عام طور پر بے چینی پائی گئی۔ مولانا مدظلہ اس پروگرام میں شریک نہ ہوسکے لیکن جب بعد میں لاہور پہنچے تو حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی سے اس موضوع پر عربی میں ایک مکمل کتاب کی تالیف کے لئے کہا اور اس کے لئے تمام سہولیات و ضروریات مہیا کیں۔ حضرت مولانا نے صرف ۲۳۔۲۴ دن کے اندر "القادیانی والقادیانیۃ" (یہ کتاب عربی کے علاوہ اردو' انگریزی' ترکی' ملیالم' ملائی اور بنگالی زبانوں میں بھی شائع ہوچکی ہے) کے نام سے کتاب تیار کردی جس کے کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ اس کتاب سے عربوں کی تشنگی دور ہوئی اور دین کی ایک اہم ضرورت پوری ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ندوۃ العلماء کے بانیوں اور منتظمین کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے کہ انہوں نے اس کی ضرورت کو اس وقت محسوس کرلیا تھا اور اس کے لئے جو بہتر سے بہتر وسائل ہوسکتے تھے وہ انہوں نے اختیار کئے اور اس کے اچھے نتائج برآمد ہوئے۔ (بحوالہ اشاعت اسلام اور تحریک ندوۃ العلماء ص ۲۳ تا ۲۵)

بقیہ: دنیا ۔۔۔ مدینہ

اکرم ﷺ کے قدمین شریفین نے مس کیا ہے۔ بزرگان دین کی اکثریت جس میں امام مالکؒ سرفہرست ہیں مدینہ منورہ کے راستوں میں سوار نہیں ہوتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ گھوڑوں کے پاؤں سے اس زمین کو پامال کروں جس میں نبی پاک ﷺ چلے پھرے ہوں۔

مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے جانے والوں کو چاہئے کہ کثرت سے درود و سلام پڑھیں۔ مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہونے سے پہلے غسل' وضو کرکے صاف ستھرا لباس پہن کر اور خوشبو لگا کر داخل ہونا چاہئے۔ نبی پاک ﷺ سے لے کر آج تک ہر دور میں مسجد نبوی کی توسیع و ترقی ہوتی رہی ہے۔ خادم حرمین شریفین کا لقب حاصل کرنے کے بعد جتنی توسیع و ترقی شاہ فہد بن عبدالعزیز نے مسجد نبوی کی' کی ہے اس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ مدینہ پاک کے قدیم شہر کو مسجد نبوی ﷺ میں ضم کرلیا گیا ہے۔ ان گنت سرمایہ سے اس عظیم منصوبے کی تکمیل ہونے کے بعد تعمیرات کے لحاظ سے دنیا کی نمبر ایک عمارت مسجد نبوی ﷺ شمار ہونے لگی ہے۔ ایک زائر یا حاجی کو وہ آرام و آسائشیں اپنے عظیم الشان محلات میں بھی حاصل نہیں ہوسکتیں جو آج کل کی عظیم المرتب مسجد نبوی ﷺ میں حاصل ہیں۔ مکمل ایئرکنڈیشنڈ ہونے کے ساتھ نہ صرف روحانی بلکہ جسمانی غذا بھی نمازیوں کو حاصل ہوتی ہے۔ تزئین و آرائش کے لئے پوری دنیا سے سامان منگوا کر اللہ کے پیارے نبیؐ کی مسجد کو خوبصورت اور بقعہ نور بنانا شاہ فہد کا عظیم کارنامہ ہے نہ صرف یہ بلکہ گردونواح کے مقدس مقامات جن میں مساجد اور جنگی نوعیت کے مقامات شامل ہیں ان کو بھی محفوظ کرکے قابل دید بنادیا گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی تو اس نے میرے ساتھ ستم کیا' دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی اور تیسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ زیارت کرنے والے کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

خوش نصیب ہیں وہ فرزندان اسلام جن کو عمرہ یا حج کے سفر میں حضور اکرم ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت بھی نصیب ہو رہی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہوں اور زیارت کے بعد سچے مسلمان بن سکیں۔

بقیہ: حقوق ۔۔۔ احباب

اپنے ملنے والوں کو شرائط کے خلاف اوقاف کی عمارتوں میں ٹھہرادیتے ہیں یا ان کو مختصر سے کرایہ پر دیدیتے ہیں' یہ سب حرام ہے اور خیانت ہے۔

○ بعض لوگوں کے پاس وقف کا مکان کرایہ پر ہوتا ہے اور وہ پرانا کرایہ ہی دیتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ہر دور میں وہی کرایہ دینا لازم ہے جو مکان کے مناسب حال ہو' اگر وقف کا ذمہ دار اس میں رعایت کردے یا چشم پوشی کرے تب بھی کم کرایہ پر اکتفا کرنا حلال نہیں ہے۔ یہ دیکھ لیں کہ اس طرح کا مکان اگر کسی کی ملکیت میں ہوتا تو وہ کتنے کرایہ پر ملتا' اسی کے موافق کرایہ پر دیں۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ ایک سال سے زیادہ کے لئے وقف کی زمین کرایہ پر دینا جائز نہیں۔

عبدالمقتدر ہزاروی

روشن مینار

ام المومنین ام حبیبہ بنت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنا رملہ آپ کا نام اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا آپ کی کنیت تھی' ابو سفیان بن حرب اموی قریش کے مشہور سردار کی بیٹی تھیں' والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں' بعثت سے ۱۷ سال پہلے پیدا ہوئیں' پہلا نکاح عبداللہ بن جحش سے ہوا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ابتداء ہی میں مسلمان ہوئیں اور ان کے شوہر بھی اسلام لے آئے اور دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی وہاں جاکر ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام حبیبہ رکھا اور اسی کے نام پر ام حبیبہ کنیت رکھی گئی اور پھر اسی کنیت سے مشہور ہوئیں چند روز بعد عبداللہ بن جحش تو اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی بن گیا ام حبیبہ برابر اسلام پر قائم رہیں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ عبداللہ کے نصرانی ہونے سے پہلے اس کو نہایت بری اور بھیانک شکل خواب میں دیکھا بہت گھبرائی جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ عیسائی ہو چکا ہے میں نے خواب بیان کیا کہ شاید متنبہ ہو جائے مگر کچھ توجہ نہیں کی اور شراب و کباب میں برابر منہمک رہا حتیٰ کہ اسی حالت میں انتقال ہو گیا چند روز کے بعد خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص یا ام المومنین کہہ کر آواز دے رہا ہے جس سے میں گھبرائی عدت کا ختم ہونا تھا کہ یکایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا (رواہ ابن سعد) ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن امیہ ضمری کو نجاشی شاہ حبشہ کے پاس یہ کہلا کر بھیجا کہ اگر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مجھ سے نکاح کرنا چاہیں تو تم بطور وکیل نکاح پڑھوا کر میرے پاس بھیج دو نجاشی نے اپنی باندی ابرہ کو ام حبیبہ کے پاس یہ کہلا کر بھیجا کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک والا نامہ اس مضمون کا یعنی پیام کا آیا ہے اگر تم کو منظور ہو تو اپنی طرف سے کسی کو وکیل بنالو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اس پیام کو منظور کیا اور خالد بن سعید بن العاص اموی کو اپنا وکیل مقرر کیا اور اس خوشخبری اور بشارت کے انعام میں ہاتھوں کے دونوں کنگن اور پیروں کی پازیب اور انگلیوں کے چھلے جو سب نقرئی تھی۔ ابرہ کو دیدیئے' جب شام ہوئی تو نجاشی نے حضرت جعفرؓ اور تمام مسلمانوں کو جمع کر کے خود خطبہ نکاح پڑھا خطبہ نکاح کے بعد لوگوں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو نجاشی نے کہا کہ ابھی بیٹھئے حضرات انبیاء کی سنت یہ ہے کہ نکاح کے بعد ولیمہ بھی ہونا چاہیے۔ چنانچہ کھانا آیا اور دعوت سے فارغ ہو کر سب رخصت ہوئے' مہر کی رقم جب حضرت ام حبیبہ کے پاس پہنچی تو ابرہ کو بلا کر کی پچاس دینار اور دیئے ابرہ نے یہ پچاس دینار اور وہ زیور جو پہلے دیا گیا تھا یہ کہہ کر سب واپس کر دیا کہ بادشاہ نے مجھ کو تاکید کر دی ہے کہ آپ سے کچھ نہ لوں اور آپ یقین کیجئے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہو چکی ہوں اور اللہ کے لئے اسی اسلام کو قبول کر چکی ہوں اور آج بادشاہ نے اپنی تمام بیگمات کو حکم دیا کہ ان کے پاس جو خوشبو عطر ہو اس میں سے ضرور آپ کے پاس ہدیہ بھیجیں چنانچہ دوسرے روز ابرہ بہت سا عود اور عنبر وغیرہ لے کر آپ کے پاس آئیں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عود اور عنبر رکھ لیا اور اپنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی ہوں اس کے بعد ابرہ نے کہا کہ میری ایک درخواست ہے وہ یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام کہہ دینا اور یہ عرض کر دینا کہ میں آپ کے دین کی پیرو ہو گئی ہوں۔ میری روانگی تک ابرہ کا یہ حال رہا کہ جب آتی تو یہی کہتی کہ دیکھو میری درخواست کو بھول نہ جانا چنانچہ جب مدینہ پہنچی تو یہ تمام حالات اور واقعات آپ سے بیان کئے آپ مسکراتے رہے اخیر میں ابرہ کا سلام پہنچایا آپ نے فرمایا وعلیہاالسلام (صفوۃ الصفوہ ۲ ص ۲۲' زرقانی ج ۳' ص ۲۴۳) ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی ایمانی جذبہ کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ ابو سفیان صلح حدیبیہ کی تجدید کرانے کی غرض سے مدینہ پہنچے تاکہ بیٹی سے سفارش کرائے لیکن ہوا یہ کہ جب وہ ان کے حجرے میں داخل ہوئے تو وہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر بچھا ہوا تھا وہ اس پر بیٹھنے لگے تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابا جان ذرا ٹھہریئے پھر بستر ہٹا کر کہا کہ اب تشریف رکھئے اب قریش کا سردار ابو سفیان' نہایت مدبر انسان انہوں نے فوراً" سوال کیا کہ بیٹی یہ بستر میرے لائق نہ تھا یا میں اس بستر کا لائق نہیں ہوں؟ بیٹی کہتی ہیں ابا جان آپ اس بستر کے لائق نہیں ہیں یہ بستر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپ مشرک ہیں نجس ہیں' آپ اس پر نہیں بیٹھ سکتے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے انتقال کے وقت مجھ کو بلایا اور

باقی صفحہ ۲۶ پر

اخبارِ ختم نبوت

انتخابات مجلس عاملہ مانسہرہ

مانسہرہ (رپورٹ احمد اعجاز) ختم نبوت یوتھ فورس ضلع مانسہرہ کے زیر اہتمام دفتر ختم نبوت یوتھ فورس ایبٹ آباد روڈ مانسہرہ میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں آئندہ سال کے لئے مجلس عاملہ کا انتخاب کیا گیا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا اس کے بعد عبدالرؤف روفی نے یوتھ فورس کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مجلس شوریٰ نے انتخاب کیا۔

ضلعی یوتھ فورس:

نگران اعلیٰ : محمد ظہور عثمانی
صدر : عبدالرؤف روفی
نائب صدر : عابد نعمانی
جنرل سیکریٹری : محمد یوسف
جوائنٹ سیکریٹری : یاسر خٹک
خزانچی : محمد عابد نعمانی
سیکریٹری نشرواشاعت : سید بلال حسین شاہ
پروگرام منیجر : محمد جہانگیر خان

تحصیل یوتھ فورس:

نگران اعلیٰ : محمد یوسف
صدر : سید بلال شاہ
نائب صدر : جہانگیر خان
جنرل سیکریٹری : احمد اعجاز
خزانچی : محمد عابد نعمانی
سیکریٹری نشرواشاعت : احمد اعجاز
سیکریٹری لائبریرین : یاسر منظور خٹک

آخر میں تمام ختم نبوۃ یوتھ فورس نے تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی خاطر اپنی جان تک قربان کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

ڈی آئی جی، سی آئی ڈی طارق محمود، میجر مشتاق احمد سابق ایس ایس پی لاہور اپنے عقیدہ کی وضاحت کریں

(مجلس تحفظ ختم نبوت، لاہور)

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر قاری محمد زبیر، مرکزی سیکریٹری مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مبلغ مولانا عزیز الرحمان ثانی نے سانحہ مومن پورہ میں تحقیقاتی ٹریبونل کے سامنے گواہوں کے ہونے والے بیانات میں قادیانیوں کے ملوث ہونے کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی عرصہ دراز سے فرقہ وارانہ وارادات کی آڑ میں قتل و غارت میں مصروف ہیں۔ حکومت اصل دہشت گردوں کو گرفتار کرنے کے بجائے دینی طبقات کو گرفتار کرکے انہیں بدنام کررہی ہے تاکہ مدارس پر دست اندازی کا موقع مل سکے۔

انہوں نے کہا تحقیقاتی ٹریبونل کے سامنے گواہوں کا یہ کہنا کہ ڈی آئی جی، سی آئی ڈی طارق محمود، سابق ایس ایس پی ذوالفقار چیمہ، اسپیشل برانچ کا ڈی آئی جی، میجر مشتاق احمد قادیانی ہیں۔ سے حالات تشویشناک رخ اختیار کرتے جارہے ہیں۔ مذکورہ بالا افسران اگر قادیانی ہیں تو انہیں گرفتار کرکے شامل تفتیش کیا جائے اور قرار واقعی سزا دی جائے اور اگر قادیانی نہیں ہیں تو وہ وضاحت کرکے اسلامیان پاکستان کے دلوں میں پائی جانے والی بے چینی دور کریں۔ نیز انہوں نے کہا کہ اس سانحہ میں خدام الاحمدیہ کے ٹریننگ یافتہ نوجوانوں کو شامل تفتیش کیا جائے۔

ماہنامہ الرشید مارچ ۹۸ کی خصوصی اشاعت
مولانا انعام الحسن نمبر
امیر تبلیغی جماعت
۱۹۶۵ء تا ۱۹۹۵ء
۷۵۰ صفحات، سائز کلاں، قیمت/۲۵۰ روپے
الرشید کا سالانہ چندہ/۱۵۰ روپے بھیجکر /۱۵۰ روپے میں
گویا/۳۰۰ روپے میں سال بھر ماہنامہ الرشید اور خصوصی نمبر بھی،
ماہنامہ الرشید ۲۵ لوئر مال، لاہور۔ فون ۷۱۱۱۸۹۹

تبصرہ کتب

نام کتاب : فتنہ یوسف کذاب
مؤلف : جناب راشد قریشی
ضخامت : ۷۵۲ صفحات
ناشر : المعارف گنج بخش روڈ لاہور پاکستان
قیمت : مبلغ ۳۰۰ روپے

زیر تبصرہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے' جلد اول کے تقریباً" ۳۶۰ صفحات ہیں جن میں گزشتہ سال منظر عام پر آنے والے لاہور کے جھوٹے مدعی نبوت و رسالت ابوالحسنین یوسف علی کذاب کے کفریہ عقائد و نظریات کا تفصیل سے پردہ چاک کیا گیا ہے۔ اور اس میں یوسف علی کذاب کی اپنی تحریروں' تقریروں اور عینی شہادتوں کا سہارا لیا گیا ہے تاکہ کذاب یوسف علی کے پیروکار ان کو جھٹلانہ سکیں۔

آج سے تقریباً" سو سال قبل مرزا غلام احمد قادیانی نے پنجاب کے ہزاروں مسلمانوں کے دین و ایمان پر انہیں بتدریج اپنے مصلح' مجدد' مہدی' مسیح موعود' ظلی نبی' بروزی نبی اور بالاخر مکمل نبی ہونے کا یقین دلا کر ڈاکہ ڈالا' اور یہی کچھ گزشتہ کئی برس سے یوسف علی کذاب کررہا تھا جس کے کفریہ عقائد و عزائم اور سیاہ کاریوں سے کتاب ہذا میں پردہ اٹھا کر اس کا اصل چہرہ عوام الناس کے سامنے لایا گیا ہے۔

جس طرح مرزا قادیانی نے سادہ لوح مسلمانوں کو شکار کرنے کے لئے تاویل کے پھندے کو جس بھونڈے انداز میں استعمال کیا' وہی کچھ یوسف علی کذاب کے ہاں نظر آتا ہے۔ اسلام کا صحیح شعور رکھنے والا شخص ان نامعقول' غیر منطقی اور بے بنیاد دعوؤں سے گمراہ نہیں ہوسکتا۔ البتہ دین سے لوگوں کی ناواقفیت ایسے دجالوں اور کذابوں کا کام آسان کردیتی ہے اور اس قسم کے شیطان صفت لوگ ابتداء میں محض مبلغ اسلام' مصلح' حامی دین' اور خادم اسلام کی حیثیت سے عوام الناس کے سامنے آتے ہیں پھر اپنی پیچ دار باتوں اور پر فریب حربوں سے لوگوں کو اپنی عقیدت جال میں گرفتار کرتے ہیں اس کے بعد بتدریج دعوؤں کے میدان میں قدم بقدم آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں' اور عقیدت مندوں کے لئے خوش عقیدگی کی بنا پر ہر چیز قابل قبول ہوتی چلی جاتی ہے۔ یوسف علی کذاب بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح غلط تاویلات کا سہارا لیکر مختلف مراحل سے گزرتا ہوا دعوائے نبوت تک جاپہنچا' چنانچہ ابتداء میں اس نے خود کو صرف مرشد و راہبر قرار دیا۔ بعد میں مرد کامل' امام وقت نائب خدا اور رسول کے دعوے کئے۔ بالاخر خود کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلسل قرار دے ڈالا۔

چنانچہ وہ اپنی ذاتی ڈائری میں لکھتا ہے:

"محمد ہمیشہ جسمانی طور پر موجود رہے ہیں۔ اپنے جسمانی وجود کی ظاہری وفات کے بعد وہ واپس محمد مصطفیٰ کے حقیقی جسم میں چلے گئے' اس طرح نور اپنی اصل کی طرف لوٹ گیا۔ اس کے فوراً" بعد محمد جسمانی وجود کا نور چند منتخب بندوں پر نازل ہوتا رہا۔ جو اپنے وقت کے نبی' رسول' اور مرد کامل کہلائے اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ محمد جسمانی طور پر اب تک زندہ ہیں ان کی پہلی شکل خود آدم تھے اور موجودہ شکل محمد یوسف علی ہے۔" (نعوذباللہ)

یوسف علی کذاب نے لوگوں کی عقیدت یا مجبوریوں کو اپنے مادی مفادات اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے بے دریغ استعمال کیا' اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

گزشتہ سال اس کے دام فریب سے نکلنے والے کچھ خوش قسمت افراد نے علماء کرام اور پریس اور دیگر ذرائع ابلاغ سے رابطہ کرکے یوسف کذاب کے کفریہ عقائد و عزائم سے لوگوں کو باخبر کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی محنت و کوشش کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے اس کذاب کے کفریہ عقائد سے باخبر ہونے کے بعد مسلمانان پاکستان کو سراپا احتجاج بنادیا۔ ہر طرف سے اس کی گرفتاری اور سخت سزا کے مطالبے ہونے لگے' تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے اس کے کافر و مرتد ہونے کا فتوٰی دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے قانون کا سہارا لیتے ہوئے لاہور کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ذریعے اس کے خلاف توہین رسالت کا کیس درج کرایا۔ اب یوسف کذاب جیل میں اپنی قسمت کے فیصلے کا انتظار کررہا ہے۔ محترم ارشد قریشی صاحب نے بروقت فتنہ یوسف کذاب کے نام سے دو جلدوں میں یہ کتاب تالیف کرکے پوری تفصیل کے ساتھ حالات و واقعات کو درج کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے نجات اخروی کا ذریعہ بنائے اور یوسف کذاب کے دام فریب میں پھنسنے والے انسانوں کے لئے رشد و ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

(نوٹ) کتاب ہذا ادارہ المعارف گنج بخش روڈ لاہور اور دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عائشہ مسجد لاہور سے باآسانی مل سکتی ہے۔

بقیہ: روشن مینار

کہا کہ باہم سوکنوں میں جو کچھ پیش آتا ہے وہ تم کو معلوم ہے جو کچھ ہوا ہو وہ معاف کرنا اللہ تعالیٰ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے' میں نے کہا سب معاف ہے اللہ تعالیٰ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا تم نے مجھ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ تم کو خوش رکھے اور پھر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے بھی یہی گفتگو ہوئی۔ (اخرجہ ابن سعد) آپ نے ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی (رضی اللہ عنہا)

مبارک ہو حج کا سفر جانے والے

مولانا ولی اللہ صاحب ولی قاسمی بستوی

مبارک ہو طیبہ نگر جانے والے ہو طے خیریت سے سفر جانے والے

مقدر کے ہاں ہاں وہی ہیں سکندر مدینہ جدھر ہے ادھر جانے والے

نہ گلزار جنت کو خاطر میں لائیں در مصطفیٰ سے گزر جانے والے

سمیٹیں گے دامان رحمت سے یارو مرادوں کے لعل و گہر جانے والے

جسے حج مبرور حاصل ہوا ہے وہ محشر میں ہے تاجور جانے والے

یہ کعبہ، یہ روضہ، یہ مکہ، یہ گلیاں یہ ہے شہر خیرالبشر جانے والے

تری آنکھ میں ہے بصیرت کا سرمہ منور ہے تیرا جگر جانے والے

مراد، آرزو، جستجو مدعا کے ملیں گے تجھے برگ و بر جانے والے

ترے در پہ حور و ملائک ہیں رقصاں ہے جنت نشان، تیرا گھر، جانے والے

تری آج قسمت کا کیا پوچھنا ہے ہے رشک ارم تیار در جانے والے

جہاں پر ہمیشہ ہے باران رحمت وہاں ہوگا تو بہرہ ور جانے والے

تری ہر روش میں شرافت رہے گی دعاؤں میں ہوگا اثر جانے والے

ہوں گراں بہ ہر گام رحمت خدا کی ہوں بہتر ترے ہم سفر جانے والے

اے حاجی! تجھے ہو مبارک یہ دولت مبارک ہو حج کا سفر جانے والے

ولی کا سلام محبت لئے جا

شہنشاہ و دیں کی ڈگر جانے والے

شیخ المشائخ خواجہ خان محمد مدظلہ امیر مرکزیہ اور حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی نائب امیر مرکزیہ کی اپیل

قربانی کی کھالیں عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف :

○ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی تنظیم ہے
○ یہ تنظیم ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔
○ تبلیغ و اقامت دین خصوصاً "عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔
○ اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۵ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔
○ لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو' عربی' انگریزی میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔
○ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دو ہفت روزہ جرائد شائع ہو رہے ہیں۔
○ صدیق آباد (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔
○ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں دارالمبلغین قائم ہے' جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے۔
○ ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔
○ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین' تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔
○ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے راہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب : اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں : مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں' زکوٰۃ' صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔
کراچی کے احباب نیشنل بینک پرانی نمائش برانچ اکاؤنٹ نمبر 9-487 میں براہ راست رقم جمع کر کے دفتر کو اطلاع دیں۔

مسائل قربانی

ہر صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے غریب اور قرضدار پر واجب نہیں

قربانی کے جانور کی عمر

بکرا' بکری ایک سال۔ گائے' بیل' بھینس' بھینسا دو سال۔ اونٹ' اونٹنی پانچ سال۔ البتہ فربہ بھیڑ' مینڈھا' دنبہ' دنبی چھ ماہ کا جائز ہے بشرطیکہ خوب موٹا تازہ ہو۔ اگر ایک سال کے بھیڑ دنبوں میں چھوڑیں تو فرق معلوم نہ ہو۔

○ قربانی کا جانور بے عیب ہو۔ ○ خصی جانور کی قربانی جائز ہے۔ ○ کان قدرتاً" بالکل چھوٹے ہوں قربانی جائز ہے۔ ○ پیدائشی سینگ نہ ہوں قربانی جائز ہے۔ ○ سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے لیکن جڑ سے نہیں ٹوٹے یا خول اتر گیا لیکن اندر سے محفوظ ہے تو قربانی جائز ہے۔ ○ پیدائشی کان نہ ہوں یا تھے مگر تہائی یا اس سے زائد کٹ گئے' قربانی جائز نہیں۔ ○ جانور اندھا' کانا یا ایک آنکھ کی تہائی یا اس سے زائد روشنی ضائع ہو جائے قربانی جائز نہیں۔ ○ جانور کے ابتداء ہی سے دانت نہ ہوں تو قربانی جائز نہیں۔ ○ جانور کی تہائی سے زائد دم کٹ جائے قربانی جائز نہیں۔ ○ لنگڑا جانور جو تین پاؤں پر چلتا ہو یا چوتھا پاؤں گھسیٹ کر چلتا ہو' قربانی جائز نہیں۔ ○ گائے بھینس' اونٹ میں سات آدمی حصہ دار ہو سکتے ہیں' اگر کوئی اکیلا کر دے تو بھی جائز ہے۔ ○ سنت ہے جب جانور ذبح کرنے کے لئے قبلہ رو لٹائے تو یہ دعا پڑھے :

انی وجهت وجهی للذی فطر السموت والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین ○

○ اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے :

اللهم تقبله منی کما تقبلت من حبیبک محمد و خلیلک ابراهیم علیهما السلام

○ قربانی کا گوشت تول کر تقسیم کریں' اندازہ سے تقسیم جائز نہیں۔ ○ حصہ دار سب مسلمان ہوں اگر قادیانی یا لاہوری' مرزائی حصہ دار ہو گا تو سب کی قربانی نہ ہو گی۔ ○ مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لئے اگر مرزائی نے جانور ذبح کیا یا اپنی قربانی کا گوشت بھیجا تو اس کا کھانا حرام ہو گا۔ ○ قربانی کی کھال یا گوشت ذبح کرنے کے عوض دینا جائز نہیں۔ ○ قربانی کے جانور کی رسی' زنجیر وغیرہ صدقہ میں دینی چاہئے۔ ○ ذی الحجہ کی نویں تاریخ نماز فجر کے بعد سے تیرھویں ذی الحجہ کی عصر تک مقیم لوگوں کے لئے اکیلے یا باجماعت ہر فرض نماز کے بعد اونچی آواز سے ایک دفعہ مندرجہ ذیل تکبیرات کہنا واجب ہے اگر امام بھول جائے تو مقتدی خود تکبیر شروع کر دیں۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

○ یکم ذی الحجہ سے لے کر قربانی سے فارغ ہونے تک قربانی کرنے والا حجامت نہ کرائے تاکہ حج کرنے والوں سے مشابہت ہو جائے۔ ○ نماز عید کے لئے گھر سے نکلیں تو ذکورہ بالا تکبیرات قدرے بلند آواز کے ساتھ کہتے جائیں۔ ○ ایک راستہ سے جائیں دوسرے سے آئیں۔

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان شہر فون : 514122
دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش کراچی فون : 7780337